﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک08جولائی 2016ء | شمارہ28

03/شوّال 1437 ہجری قمری ❁ 08/وفا 1395 ہجری شمسی

تین چاند

حضرت عائشہؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ تین چاند ان کی گود میں آ گرے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ ایک چاند ہے اور سب سے بہتر چاند ہے۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اسی حجرہ میں مدفون ہوئے اور خواب پوری ہوئی۔

(مؤطا امام مالک۔ کتاب الجنائز باب دفن المیت حدیث نمبر 489)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یہ بندہ گوشۂ گمنامی میں مستور تھا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہوا اور فرمایا تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تُو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ اور کسی دشمن کو یہ طاقت نہ ہوئی کہ جو اللہ نے نصرت اور انعامات کے نازل کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے روک سکے یہاں تک کہ وہ تقدیر نازل ہوئی جسے انہوں نے روکنا چاہا تھا اور وہ وعدہ پورا ہو گیا جسے انہوں نے جھٹلایا تھا اور اس بندے کو آسمان سے خلافت کا خطاب دیا گیا۔

’’اور پھر تم جان لو اللہ تم پر رحم فرمائے ان خبروں کا زمانہ وہ ہے جس میں ان کے ظہور کا کوئی نشان نہ تھا، نہ ان کا نور جلوہ آراء تھا اور نہ ہی ان کے مخفی امور تک کوئی دروازہ تھا۔ بلکہ یہ معاملہ لوگوں کی آنکھوں اور خیالات سے مخفی تھا اور یہ بندہ گوشہءگمنامی میں مستور تھا۔ اسے صرف وہ تھوڑے سے لوگ جانتے تھے جو ابتدا سے اس کے والد سے آشنا تھے۔ اگر تم چاہو تو اس بستی کے رہنے والوں سے جس کا نام قادیان ہے اور اس کے اردگرد مسلمانوں، مشرکوں اور دشمنوں کی بستیوں کے رہنے والوں سے بھی پوچھ لو۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہوا اور فرمایا تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تُو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے، گہرے ہو جائیں۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا۔ تب کہا جائے گا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا اور چاہیے کہ تو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بہ جبین نہ ہو اور چاہیے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے تا تجھ سے محبت کرنے والے آئیں گے ان کو اترنے کے لئے گنجائش ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ پیش خبریاں ہیں جن پر وحی الٰہی سے اس وقت تک چھبیس سال کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اور اس میں عقل مندوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ نے اپنے اس بندے کی تائید فرمائی جیسا کہ مختلف قسم کے انعامات اور طرح طرح کی نعمتوں کا اس کا وعدہ تھا جس کے نتیجہ میں متلاشیان حق فوج در فوج اس کے پاس اموال، تحفے اور ہر وہ چیز جو انہیں میسر تھی لے کر آئے یہاں تک کہ اب ان کے لئے جگہ تنگ ہو گئی اور قریب تھا کہ ملاقات کی کثرت کے باعث وہ اکتا جائے تا کہ جو اللہ نے فرمایا تھا وہ سچا اور حق ثابت ہو۔ اور حضرت کبریاء سے بڑھ کر اور کون وعدہ پورا کر سکتا ہے۔ اور کسی دشمن کو یہ طاقت نہ ہوئی کہ جو اللہ نے نصرت اور انعامات کے نازل کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے روک سکے یہاں تک کہ وہ تقدیر نازل ہوئی جسے انہوں نے روکنا چاہا تھا اور وہ وعدہ پورا ہو گیا جسے انہوں نے جھٹلایا تھا اور اس بندے کو آسمان سے خلافت کا خطاب دیا گیا۔ اس میں ہر اس شخص کے لئے جو حق کو تلاش کرتا ہے اور بغض و کینہ چھوڑ کر آیا ہے بہت بڑا نشان ہے۔ پس اے تقویٰ شعارو! بیان کرو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ کیا یہ اللہ کا فعل ہے یا کسی ایسے انسان کا من گھڑت کلام جس نے افترا کے گناہ پر جرأت کی ہے تا وہ رسولوں میں شمار کیا جائے۔ کیا ایسے مجرموں کے لئے اللہ کے عذاب سے اس دنیا میں کوئی امان ہے یا کہ ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔

پھر اے فقیہو! میں تم سے دوسری مرتبہ فتویٰ طلب کرتا ہوں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ایسے مردوں کی طرح مجھے فتویٰ دو جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ظلم نہیں کرتے۔ اے جوانو! ایک شخص جس نے دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کی طرف سے ہوں۔ پھر اس کے منکرین نے اُس سے مباہلہ کیا تا شاید وہ غالب ہو جائیں لیکن اللہ نے انہیں ہلاک اور رسوا کیا اور ان کی تدابیر کو باطل کر دیا اور اگر تم چاہو تو اس کتاب میں ان کے واقعات اور جو اللہ نے ان سے سلوک روا رکھا ہے اسے پڑھو (اور سوچو کہ) کہ کیا یہ منکروں پر اتمام حجت نہیں؟ ☆

[☆ جن لوگوں نے مباہلہ کیا اور مباہلے کے بعد وہ ہلاک ہو گئے انہیں میں سے ایک شخص مسمّی غلام دستگیر قصوری ہے۔ اسی طرح ان میں سے مولوی چراغ دین جمونی اور ایک اور شخص مولوی عبدالرحمان محی الدین لکھو کے ہے اور ایک اور شخص مولوی اسماعیل علی گڑھی اور مولوی فقیر مرزا دوالمیالی اور لیکھرام پشاوری ہے۔ اس طرح بہت سے اور لوگ ہیں۔ جن میں اکثر تو مر گئے اور ان میں سے بعض رسوائی اور بعض نسل کے انقطاع اور عسرت کی زندگی کی طرف لوٹا دیئے گئے ہم نے ان کا تفصیلی ذکر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کر دیا ہے اور یہ خلاصۂ ذکر ہے ان لوگوں کے لئے جو طالب حق ہیں۔ اور ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو اس ماہ یعنی ذوالقعدہ میں مرا اور اس کا نام سعداللہ تھا لیکن اس کا سعادت سے کوئی واسطہ نہیں تھا اور مجھے خبر دی گئی تھی کہ وہ میری وفات سے قبل رسوائی اور محرومی سے مرے گا اور اللہ اس کی نسل منقطع کر دے گا۔ چنانچہ وہ اسی طرح ناکام و نامراد مرا۔ یہ جزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ سے جنگ کرتے اور ظلم اور زیادتی سے اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔ منہ]‘‘

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 10 تا 13۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

☆......☆......☆

جب تک ہر چھوٹی سے لے کر بڑی جماعت تک ہر کوئی یہ جائزہ نہیں لے گی کہ ہم نے شوریٰ میں پیش ہو کر پاس ہونے والے لائحہ عمل پر کس حد تک عمل کیا ہے ہم ترقی کی وہ رفتار حاصل نہیں کر سکتے جو ہمیں حاصل کرنی چاہئے۔

عہدیداران اور افراد جماعت کو اپنی نمازوں اور عبادتوں کے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے۔
جب تک ہمارا تعلق اپنے خدا سے مضبوط سے مضبوط تر نہیں ہوگا ہم نہ ہی اپنی ترقی کے ہدف حاصل کر سکتے ہیں نہ حالات کو اپنے حق میں کر سکتے ہیں۔

مالی قربانیوں میں عموماً کم کمانے والے اور غریب لوگوں کا زیادہ حصہ ہوتا ہے اور وہ یہ کوشش بھی کرتے ہیں کہ شرح کے مطابق ادائیگی کریں لیکن اُمراء اور زیادہ کمانے والے جو لوگ ہیں وہ اس طرف کم توجہ دیتے ہیں اور ان کے چندے بھی معیاری نہیں ہوتے۔ اس لئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جو بہتر کمانے والے ہیں انہیں یہ توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے چندے معیار کے مطابق ادا کیا کریں۔

جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس مشاورت 2016ء کے موقع پر
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هوالناصر

لندن۔ 16-3-23

پیارے نمائندگان شوریٰ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج آپ لوگ یہاں جماعت احمدیہ پاکستان کی شوریٰ کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو تقویٰ سے کام لیتے ہوئے صحیح رنگ میں اپنی آراء اور مشورے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر سال آپ شوریٰ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ شوریٰ کا ایجنڈا بھی تربیتی اور جماعتی ضروریات کے لحاظ سے کافی بھرپور ہوتا ہے۔ آپ لوگوں کے مشورے بھی بڑے صائب ہوتے ہیں اور نمائندگانِ شوریٰ ایجنڈے پر اپنی رائے کے مطابق سفارشات بھی پیش کرتے ہیں جس کو میری منظوری کے بعد عملدرآمد کے لئے جماعتوں کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جس زور و شور سے آراء دی جاتی ہیں اور جس طرح منصوبہ بندی کے لئے دماغ لڑایا جاتا ہے اس محنت سے اس ایجنڈے پر عملدرآمد نہیں ہوتا اور عموماً جماعتیں اس میں سستی دکھاتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ بعض جماعتوں کو یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ گزشتہ سال شوریٰ میں ہم نے یہ تجویزیں پیش کی تھیں اور ان پر خلیفۂ وقت کی منظوری کے بعد ہمیں عملدرآمد کے لئے بھی کہا گیا تھا کیونکہ بعض اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ گزشتہ سال کی تجاویز کو ہی دوبارہ پیش کیا جا رہا ہوتا ہے۔ اگر جماعتوں کو یہ علم ہو کہ یہ تجویز پیش ہو چکی ہے اور ہم نے اس پر عمل کرنا ہے تو جماعتوں کی طرف سے وہ دوبارہ پیش ہی نہ ہو۔ بلکہ کسی فرد جماعت کی لاعلمی کی وجہ سے اگر کوئی تجویز مقامی مجلس عاملہ میں پیش بھی کی گئی ہو تو مقامی عاملہ اس پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے وہاں یہ اظہار کرے کہ اس تجویز پر تو خلیفۃ المسیح کی منظوری سے عملدرآمد کے لئے لائحہ عمل آ چکا ہے لیکن ہماری کوتاہی ہے کہ ہم نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا اور نہ ہی احباب جماعت کو اس کی اطلاع دی ہے۔ اگر اس شرمندگی کا احساس پیدا ہو جائے تو مجھے امید ہے کہ جماعتیں خود ہی سارا سال اپنی عاملہ کی میٹنگز میں یہ جائزہ لیتی رہیں گی کہ شوریٰ میں جو تجاویز پیش ہوئی تھیں اور جن پر بحث کے بعد خلیفۃ المسیح نے منظوری دی تھی ہم نے پوری توجہ سے ان پر عمل کرنا ہے۔ اور کیا ہم اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں اور اگر کر رہے ہیں تو اب تک کس حد تک عمل ہو چکا ہے۔ اس طرح سے اگر شوریٰ کے فیصلوں پر توجہ سے عمل ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ کسی شخص کے ذہن میں دوبارہ وہی تجویز پیش کرنے کا خیال آئے یا کسی مقامی عاملہ یا عاملہ کے کسی ممبر کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ گویہ تجویز سال دو سال پہلے شوریٰ میں پیش ہو چکی ہے لیکن اس پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے اب اسے دوبارہ پیش کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ اگر ہم پرانی تجویزوں کو ہی بار بار پیش کرتے رہیں گے تو کبھی ہماری ترقی کی رفتار وہ نہیں ہو سکتی جو ہم نے حاصل کرنی ہے۔ ترقی کرنے والی قوموں کے لئے تو ہر قدم آگے بڑھنے والا ہونا چاہئے نہ کہ وہیں رُک کر وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے رہیں۔ پس اس طرف توجہ دیں اور اس سال بھی شوریٰ میں جو تجاویز پیش ہو رہی ہیں ان پر نہ صرف یہ کہ غور کر کے اپنے صائب مشورے دیں اور میری منظوری کے بعد ان کو جماعتوں میں لاگو کرنے کی کوشش کریں بلکہ ہر تین ماہ بعد جائزہ لے کر یہ دیکھیں کہ ہم نے اس سلسلہ میں کیا حاصل کیا۔ جب تک ہر چھوٹی سے لے کر بڑی جماعت تک ہر کوئی یہ جائزہ نہیں لے گی کہ ہم نے شوریٰ میں پیش ہو کر پاس ہونے والے لائحہ عمل پر کس حد تک عمل کیا ہے ہم ترقی کی وہ رفتار حاصل نہیں کر سکتے جو ہمیں حاصل کرنی چاہئے۔

پس ایک تو نمائندگان شوریٰ اور جماعتوں سے میری یہ درخواست ہے کہ ہم نے صرف بحثیں ہی نہیں کرنی بلکہ عمل بھی کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے حالات ایسے ہیں کہ بعض ہنگامی کاموں کی وجہ سے روٹین کے کام رہ جاتے ہیں لیکن جس طرح جماعت کو آئے دن ہنگامی کاموں سے گزرنا پڑتا ہے اس کے پیشِ نظر اب جماعتی سطح پر ہنگامی کاموں کے لئے ایک علیحدہ ٹیم رکھنی چاہئے اور جو باقی عمومی تربیتی اور جماعتی ترقی کے امور ہیں ان کے لئے نظام جماعت کو مسلسل جائزے لیتے ہوئے آگے بڑھتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح عہدیداران اور افراد جماعت کو اپنی نمازوں اور عبادتوں کے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک ہمارا تعلق اپنے خدا سے مضبوط سے مضبوط تر نہیں ہوگا ہم نہ ہی اپنی ترقی کے ہدف حاصل کر سکتے ہیں نہ حالات کو اپنے حق میں کر سکتے ہیں۔ پس مرکزی اور مقامی عہدیداران اپنے بھی جائزے لیں اور افرادِ جماعت کو بھی مسلسل توجہ دلاتے رہیں کہ اس تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کریں اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلد حاصل کرنا ہے۔

نیز مَیں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مالی قربانیوں کا سوال ہے پاکستان کی جماعتیں اللہ کے فضل سے بہت بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کرتی ہیں لیکن ان مالی قربانیوں میں عموماً کم کمانے والے اور غریب لوگوں کا زیادہ حصہ ہوتا ہے اور وہ یہ کوشش بھی کرتے ہیں کہ شرح کے مطابق ادائیگی کریں لیکن اُمراء اور زیادہ کمانے والے جو لوگ ہیں وہ اس طرف کم توجہ دیتے ہیں اور ان کے چندے بھی معیاری نہیں ہوتے۔ اس لئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جو بہتر کمانے والے ہیں انہیں یہ توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے چندے معیار کے مطابق ادا کیا کریں۔ اس کے لئے مقامی نظام جماعت کو بھی ایسے لوگوں کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور شوریٰ کے نمائندگان کو بھی توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور پھر مرکزی نظام کو بھی انفرادی رابطے کر کے انہیں توجہ دلانی چاہئے۔

اسی طرح مَیں مرکزی انجمنوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے اخراجات کو زیادہ سے زیادہ کنٹرول کرنے کی کوشش کریں اور افرادِ جماعت کے اعتماد کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان کے ہنگامی حالات کی وجہ سے وقتاً فوقتاً مسائل اٹھتے رہتے ہیں اور بہت سے احمدی اس وجہ سے معاشی لحاظ سے بھی متأثر ہو رہے ہیں۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی جائزہ لینا چاہئے کہ مالی بوجھ اس حد تک نہ ڈالیں کہ جو لوگوں کے لئے تکلیف مالا یُطاق ہو جائے۔ کیونکہ مجھے بعض اوقات ایسے خط آتے ہیں کہ عہدیداران خود ہی لوگوں کا چندہ بڑھا کر انہیں اس کی ادائیگی پر مجبور کرتے ہیں۔ انجمنوں اور متعلقہ اداروں کو تو مَیں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں لیکن مقامی جماعتوں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ بہتر حالات والے لوگوں کو اپنے چندوں کے معیار بہتر کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اگر دونوں، مرکزی ادارے اور مقامی جماعتیں، اس طرف توجہ دیتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کاموں میں بہت بہتری ہو سکتی ہے۔

اللہ کرے کہ یہ شوریٰ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور آپ لوگوں کا یہاں آنا اور رہنا بھی ہر لحاظ سے اللہ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ آپ تقویٰ پر چلنے والے ہوں اور ملکی حالات کی وجہ سے افراد جماعت کو پریشانیوں کا جو سامنا ہے اللہ ایسے حالات پیدا کرے کہ وہ پریشانیاں بھی دُور ہوں۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کے لئے خوشیوں کے سامان پیدا فرمائے اور آپ کی طرف سے مجھے خوشی کی خبریں ملتی رہیں۔ اللہ سب احمدیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دشمنوں کے ہر شر سے بچائے۔ واپس جا کر احباب جماعت تک میرا محبت بھرا سلام اور دعاؤں کا پیغام پہنچا دیں۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 408

مکرم جمال وسیم الشریف صاحب (1)

مکرم جمال وسیم الشریف صاحب کا تعلق یمن سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1962ء میں ہوئی۔ بعد میں انہیں 2011ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

میرے والد اور دادا کا شمار صوفیوں کے ایک معزز طبقہ سے تھا اور وہ صوفی ازم میں رائج میلاد اور ذکر وثنا کی محفلوں کے انعقاد اور ان میں حاضری کے حددرجہ پابند تھے۔

فرقۂ ناجیہ کی تلاش

نوجوانی کی عمر سے ہی میرے دل میں حدیثوں میں مذکور فرقۂ ناجیہ میں شامل ہونے کے لئے ایک لَو لگ گئی تھی۔ چنانچہ اس کی تلاش میں میں نے مختلف اسلامی فرقوں اور دینی جماعتوں کا رخ کیا۔

صوفی ازم تو مجھے وراثت میں ملا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ والد صاحب ذکر ومیلاد کی محفلوں کو تو مقدس شعائر سمجھ کر ادا کرتے لیکن بروقت اور باجماعت نماز میں سستی کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اس بنا پر میں صوفی ازم کو چھوڑ کر اخوان المسلمین کی ایک اصلاحی جماعت میں شامل ہوگیا۔ شروع شروع میں تو مجھے ایسے لگا جیسے مجھے صحیح اسلام مل گیا ہے۔ یہی سمجھ کر میں اس جماعت کے جملہ اجلاسات اور لیکچرز میں حاضر ہونے لگا۔ ایک دفعہ میں ان کے ایک اجلاس میں شامل ہوا جس میں ایک اعلیٰ حکومتی عہدیدار ڈاکٹر یاسین سعید نعمان کے بارہ میں مفصل لیکچر میں کہا گیا کہ اس کا تعلق اشتراکی پارٹی سے ہے اور اشتراکیت سراسر کفر ہے، جبکہ ہمارا ملک تو اسلامی ہے اور ہم اس اسلامی ملک میں ایسے حساس عہدے پر ایک کافر کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتے۔ نیز یہ بھی کہا کہ اشتراکیت پر یقین رکھنے والا تو دنیاوی قوانین کو قرآن وسنت پر ترجیح دیتا ہے پھر ہم کیونکر اپنے ملک کے حسّاس معاملات ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو کفر کو اسلام پر ترجیح دیتا ہے۔ پھر وہاں پر ڈاکٹر یاسین صاحب کی شخصیت کے بارہ میں گالی گلوچ اور شدید بدزبانی کی گئی اور بشدت اس بات کا اظہار کیا گیا کہ ہمیں جلد اس کو اس عہدے سے ہٹا کر اس کی جگہ کسی مسلمان کو لانا چاہئے۔

جب میں نے یہ حالت دیکھی تو سمجھ گیا کہ یہ لوگ دین کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے انہیں چھوڑ دیا بلکہ ان کی جماعت کا ممبر کارڈ بھی تنور میں جلادیا۔

کون مشرک کون موحّد!

اس کے بعد میں اپنی گم گشتہ متاع کی تلاش میں سلفیوں کی طرف مائل ہوا اور ان کے لیکچرز سننے کے علاوہ ان کی کتب کا بھی مطالعہ کرنے لگا خصوصًا ان کتب کا جن میں انہوں نے بدعات اور خرافات کی نفی کی ہے۔ ان کتب کے مطالعہ کے بعد میں نے کہا کہ یہ لوگ نہ تو سیاست چمکانے والے ہیں نہ ہی دنیا کے عہدوں کے پیچھے بھاگتے ہیں بلکہ ان کا مقصد دین کو بدعات اور خرافات سے پاک کرنا ہے۔

میں نے ان کے قریب ہونے کا ذکر اپنے ایک دوست سے کیا تو وہ مجھے پکڑ کر ان کے پاس لے گیا اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تم سے دین سیکھنا چاہتا ہے۔ ساتھ اس نے مزاح کے رنگ میں میرے بارہ میں یہ بھی کہہ دیا کہ یہ صوفی ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے مجھے نہایت متعجب نگاہوں سے دیکھا اور پھر میرے دوست کو علیحدہ لے گئے اور اس سے کچھ باتیں کہنے کے بعد تین کتب دیں۔ میرے دوست نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے وہاں سے لے آیا۔ راستے میں اس نے بتایا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دروس وغیرہ میں حاضر ہونے سے قبل ان تین کتب کا مطالعہ کرو اور اپنے دل کو شرک سے صاف کرنے کی کوشش کرو۔ یہ سنتے ہی میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ میں نے کہا کہ کیا میں ابھی تک مشرک ہوں؟ میں تو ان لوگوں کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتا رہا ہوں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ جنہیں میں پکّے مسلمان سمجھ رہا تھا وہ مجھے مشرک خیال کررہے تھے۔ اس فرقہ سے شناسائی کے اس ابتدائی مرحلہ پر ہی میرا دل ان سے کھٹا ہو گیا۔ چنانچہ میں نے ان کو بھی چھوڑ کر کسی اور جماعت کی تلاش شروع کردی۔

تبلیغی جماعت کے ساتھ سفر

ایک روز میرے دوست نے کہا کہ کیا تم کسی ایسی جماعت کی تلاش میں ہو جو نہ سیاست کی طرف رجحان رکھتی ہو اور نہ ہی تکفیر بازی کی دوڑ میں شامل ہو؟ میں نے کہا میں تو ایسی جماعت کا مدّت سے متلاشی ہوں۔ اس نے کہا کہ پھر تم تبلیغی جماعت میں شامل ہوجاؤ۔ ان کی ہمارے علاقہ میں بھی ایک مسجد ہے، یہ لوگ ہفتہ وار اجلاس کرتے ہیں اور پھر مختلف دیہاتی اور شہری علاقوں میں بغرض تبلیغ نکل جاتے ہیں۔ میں نے نہ صرف ان کی مسجد میں جانا شروع کردیا بلکہ ہفتہ وار ان کے تبلیغی اجتماع میں بھی شرکت شروع کردی۔ ان کا طریق یہ تھا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان ان کا ایک لیکچر ہوتا تھا جس کے بعد تین دن یا چالیس دن یا چار ماہ کے لئے تبلیغی دوروں پر نکلنے کے خواہشمند حضرات کے نام لکھے جاتے تھے۔ ایک روز مجھ سے بھی پوچھا گیا تو میں نے تین روز کے لئے نکلنے کی حامی بھرتے ہوئے پوچھا کہ اس کا طریق کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ دشمنوں کے خلاف جہاد نہیں بلکہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے جو جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ پھر مَیں نے حقیقت میں بھی یہی دیکھا کہ تبلیغی مہم کے دوران ان کے اکثر کام دینی امور پر عمل کرنے کی ایک مشق سے عبارت تھے۔ مثلًا کھانا کھانے سے قبل اس کے آداب بیان کئے جاتے، پھر وفد کا امیر کہتا کہ اب ہم کھانے کے معاملہ میں سنت نبوی کی تطبیق کرتے ہیں چنانچہ پھر یہ لوگ ان مذکورہ آداب کے مطابق کھانا کھاتے۔ پھر سونے اور دیگر امور کے بارہ میں بھی ایسا ہی کہا جاتا۔ اس مہم کے دوران ہر روز ایک تعلیمی کلاس ہوتی ہے جس میں مندرجہ ذیل چھ صفات سکھائی جاتی ہیں: 1۔ ایمان بالتوحید 2۔ خشوع وخضوع سے معمور نماز 3۔ علم وذکر 4۔ اکرام مسلم 5۔ اخلاص نیت 6۔ دعوت وتبلیغ۔

یہ چھ صفات اس جماعت کی اساسیات میں سے ہیں اور تبلیغی جماعت والے ان صفات کو سکھانے کے لئے اپنا مال اور وقت بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ بعض تو اس حد تک متشدد تھے کہ گھر میں موجود ساری رقم لے کر ان صفات کو سکھانے کے لئے آجاتے جبکہ اس کے اپنے گھر والے بھوک اور فاقہ کی وجہ سے دوسروں کے آگے دستِ سوال دراز کررہے ہوتے تھے۔

میں سالہا سال تک ان کے ساتھ تبلیغی وفود کا رُکن بن کر مختلف مقامات پر جاتا رہا حتی کہ میں نے ایسے وفود کے ساتھ پاکستان اور انڈیا کا سفر بھی کیا۔ پھر میں نے اپنی بستی میں لوگوں کو ایسے تبلیغی سفروں پر آمادہ کیا اور تقریباً چالیس افراد کو ایسے وفود میں شامل کرکے اپنی دانست میں بہت نیکی کا کام کیا۔ شروع شروع میں تو لوگ تھوڑا جذبہ اور جوش دکھاتے لیکن بعد میں اپنی پرانی حالت کی طرف لَوٹ جاتے۔

مضطربانہ دعا

میں عمر کی پچاسویں سیڑھی پر قدم رکھ چکا تھا۔ رفتہ رفتہ مجھے بھی اپنے اندر تبدیلی کا احساس ہونے لگا، اور بالآخر میں بھی پست ہمّتی کا شکار ہوگیا۔ مجھے کوئی راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ میں کبھی کبھی پریشان ہوکر خدا تعالیٰ سے التجائیں کرتا کہ الٰہی تیرا مہدی کب آئے گا اور تیرا عیسیٰ کب آسمان سے نازل ہوگا؟ خدایا! تو مجھے اتنی مہلت ضرور دے دینا کہ میں تیرے عیسیٰ کو آسمان سے نازل ہوکر زمین میں اصلاح کرتے ہوئے دیکھ لوں۔

جماعت احمدیہ سے تعارف

میں آئے روز مولویوں کے تکفیر ودہشتگردی پر انگیخت کرنے والے پُرجوش خطابات سن سن کر تنگ آ گیا تھا۔ ایک روز ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر کسی مختلف پروگرام کی تلاش میں چینل بدل بدل کر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد ہی اتفاقًا ایم ٹی اے لگ گیا جس پر مسیح موعود، مبعوث ربّانی اور امام الزمان کے القاب کا تذکرہ ہورہا تھا۔ شروع میں تو میں سمجھا کہ شاید یہ کوئی عیسائی چینل ہے۔ یہ سوچ کر میں نے چینل بدل لیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ دیکھنا تو چاہئے کہ یہ لوگ کہتے کیا ہیں؟ چنانچہ میں نے دوبارہ جب یہ چینل لگا کر سنا تو مکرم محمد شریف عودہ صاحب کسی کالر کو جواب دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہماری جماعت کا نام تو اَلْـجماعة الإسلامية الاحمدية ہے اور مناسب ہوگا ہمیں اسی نام سے بلایا جائے۔ یہ سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ میں نے غور سے سنا تو اس وقت یہ کہا جارہا تھا کہ ایک انڈین اور عجمی شخص کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان سکھائی اور وہ عربی زبان میں اپنے زمانے کا فصیح ترین شخص بن گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے اپنے زمانے کے عرب وعجم اور عربی زبان کے ماہر علماء کو چیلنج دے کر کہا کہ میرے سامنے آؤ اور میرے مقابل پر عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھ کر دکھاؤ۔ پھر کیا یہ کسی معجزہ سے کم ہے کہ کسی کو بھی سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی اور جو آیا اس نے منہ کی کھائی۔

میں نے کہا کہ یہ بات تو منطقی ہے لیکن چونکہ میں نے پوری بات نہیں سنی اس لئے اس بارہ میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس معاملہ کی حقیقت جاننے کی خواہش میں مَیں نے چند روز تک اس چینل کے پروگرام دیکھے۔ جس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس چینل والوں کا خیال ہے کہ مسیح ومہدی ایک ہی شخص ہے۔ میرا تو یہ ایمان تھا کہ ہم کسی روز عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہوتا ہوا دیکھیں گے۔ اور امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ایک غیرمعمولی شخص ہوگا۔ سالہا سال سے ایسے اعتقادات رکھنے کے بعد مسیح ومہدی کے بارہ میں جو موقف سنا اس پر تو مجھے ان سے اتفاق نہ ہوا لیکن دوسری جانب میں ان کے عیسائیوں کے ردّ میں پروگرام دیکھ کر ان کے اس جہاد کا معترف ہوگیا۔

مخالفانہ پروپیگنڈہ کا اثر

ایک روز میں نے اپنے ایک دوست سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی جماعت احمدیہ کا نام سنا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ نام تو نہیں سنا تاہم میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں تمام اسلامی جماعتوں اور فرقوں کے بارہ میں معلومات درج ہیں۔ میں نے اس کتاب میں جماعت احمدیہ کا ذکر پڑھا تو ٹھٹھک کر رہ گیا کیونکہ اس میں لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کا اپنا علیحدہ قرآن ہے، ان کا قبلہ قادیان کی طرف ہے، شراب اور منشیات کو حلال سمجھتے ہیں، نیز ایسی ایسی باتوں کا ذکر تھا جسے پڑھ کر میری طبیعت میں شدید گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ اس کتاب کو پڑھ کر میرے دل میں احمدیت کے بارہ میں نرم گوشہ کی جگہ نفرت اور بغض پیدا ہوگیا۔

میں نے جب ان امور کے بارہ میں جماعت کا موقف تلاش کرکے سنا کہ یہ محض افترا ہے تو میری حیرت اور اضطراب میں مزید اضافہ ہوگیا۔ میں نے کہا کہ اس کتاب کا مؤلف ایک معروف عالم دین ہے۔ جماعت احمدیہ اس کی تمام باتوں کا انکار کرتی ہے جو اس نے اپنی اس کتاب میں ان کے متعلق لکھی ہیں۔ پھر کیا اس عالم دین نے جھوٹ لکھا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو اس نے جان بوجھ کر جھوٹ کیوں لکھا؟ اور اگر اس عالم دین کی بات سچی ہے تو پھر جماعت احمدیہ کے انکار کا کیا مطلب ہے؟ ان خیالوں کی رَو میں بہتے بہتے میں حیرت واستعجاب کی تصویر بن کے رہ گیا۔

طریق معرفت حق پر سفر کی ابتدا

میں ایم ٹی اے پر پروگرام الحوار المباشر لگا کر ان خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک مجھے محمد شریف عودہ صاحب کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اگر بانیٔ جماعت احمدیہ کی سچائی کے بارہ میں جاننا چاہتے ہو تو اس کے لئے وہ طریق اختیار کرو جس کا ذکر خود بانیٔ جماعت نے اپنی کتب میں کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کریں اور خدا تعالیٰ سے پوچھیں کہ اے خبیر تو مجھے مرزا غلام احمد کے بارہ میں بتا کہ کیا یہ تیرے حضور مقبول ہے یا مردود؟! میں نے جب یہ کلمات سنے تو فورًا کہہ اٹھا کہ یہی تو میرے سوال کا جواب ہے اور یہ ایسا طریق ہے جس پر چل کر معرفتِ حق وصداقت کی منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

میں نے اسی رات ہی دو رکعت نماز ادا کی اور ایم ٹی اے پر بتائے گئے طریق کے مطابق نہایت تضرع وابتہال کے ساتھ استخارہ کیا۔ رات کو سویا تو ایسے محسوس ہوا کہ کوئی شخص نہایت دردناک آواز میں مجھے اپنی طرف بلاتے ہوئے کہتا ہے: اے جمال، اے جمال!۔ مجھے لگتا ہے مجھے پکارنے والا یہ شخص کہیں میرے قریب ہی ہے۔ لیکن وہ مجھے نظر نہیں آتا۔ میں یہ آواز سننے کے بعد ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ پھر یہ سلسلہ کئی راتوں تک جاری رہا۔ ہر رات مجھے وہی دردناک آواز سنائی دیتی اور کوئی مجھے میرا نام لے کر پکارتا۔ میں نے اس رؤیا سے یہی معنی اخذ کیا کہ شاید میرے لئے یہ کوئی انذار ہے۔ چنانچہ اس رؤیا کی وجہ سے مجھے خدا تعالیٰ کی طرف زیادہ رجوع کرنے کی توفیق ملی۔

..............(باقی آئندہ)

ایک لفظ کے اضافہ نے چار چاند لگا دیئے

سید میر محمود احمد ناصر

پرانے عہد نامہ میں زبور باب 22 آیت 6 میں جو عبارت ہے اس کے اردو ترجمہ میں الفاظ ہیں۔

’’پر میں تو کیڑا ہوں۔ انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔‘‘

اصل عبرانی میں یہ عبارت اس طرح ہے:

וְאָנֹכִי תוֹלַעַת וְלֹא - אִישׁ;
aish - u.la thuloth u.anki
חֶרְפַּת אָדָם, וּבְזוּי עָם
om u.bzui adm chrphth

عبرانی حضرت مسیح ناصریؑ کی مذہبی زبان تھی۔ آپؑ کی مادری زبان مشرقی آرامی تھی اس میں یہ عبارت اس طرح ہے:

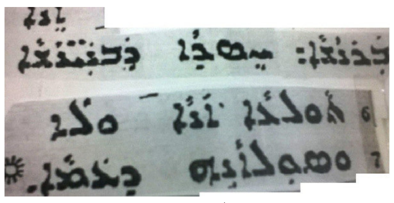

یہ عبارت اردو الفاظ میں مع ترجمہ ایسے ہے:

انو ثولعو انو و لو برنُشُد
مَیں کیڑا مَیں اور نہیں آدم زاد
حسدو دبفینشو و سولونہ دعمو
جائے نفرت انسانوں کی اور دھتکارا ہوا قوموں کا

اس عبارت کا عربی ترجمہ کچھ اس طرح کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے:

’’أَمَّا أَنا فَدُوْدَةٌ لَا اِنْسَانٌ۔ عَارٌ عِنْدَ الْبَشَرِ وَ مُحْتَقَرُ الشَّعْبِ۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عجز و انکسار کے مضمون کو اپنے ایک منظوم کلام میں بیان فرمایا تو بعض نام نہاد علماء نے اس پر تمسخر کا اظہار کیا کہ گویا آپؑ یہاں اپنی بشریت سے بھی انکار فرما رہے ہیں حالانکہ عاجزی وانکساری کے بارہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بندہ تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رفع ساتویں آسمان تک فرماتا ہے۔

جس بات کی طرف خاکسار یہاں عرض کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے بائبل کی عبارت کو اخذ فرما کر اپنے الفاظ میں بیان نہیں کیا بلکہ اس میں دو الفاظ کا اضافہ کر کے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپؑ نے اپنے کلام میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے ’’میرے پیارے‘‘ کے الفاظ کہہ کر بائبل کے مضمون سے بہت زیادہ خوبصورت مضمون بیان فرمایا ہے اور آپؑ کہتے ہیں:

کرم خاکی ہوں **میرے پیارے** نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

☆......☆......☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

﴿آئرلینڈ﴾

آئرلینڈ میں پیس کانفرنسز اور بین المذاہب میٹنگ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئرلینڈ کو اپریل 2016ء کے مہینہ میں دو پیس کانفرنسز اور ایک بین المذاہب میٹنگ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ تقاریب تین ریجنز میں منعقد کی گئیں جن کا موضوع Justice-The foundation of lasting Peace تھا۔ تینوں تقاریب کو ملا کر کُل حاضری 123 رہی جن میں سیاستدان، مذہبی رہنما، پولیس افسران، ڈاکٹرز، بیرسٹرز، ٹیچرز اور طلباء وغیرہ شامل ہوئے۔ مکرم ربیب احمد مرزا صاحب مبلغ سلسلہ آئرلینڈ کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق تینوں تقاریب کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

ساؤتھ ویسٹ ریجن میں بین المذاہب میٹنگ

12/اپریل 2016ء بروز منگل کو ساؤتھ ریجن نے Oriel Hotel میں ایک بین المذاہب میٹنگ منعقد کی۔ میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ اس میٹنگ میں One Leader, One Community والی ڈاکومینٹری دکھائی گئی جس سے مہمانان بہت متأثر ہوئے۔ بعد ازاں مکرم امام ابراہیم نون صاحب مشنری انچارج آئرلینڈ نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ آخر پر لوکل چرچ کے پادری George Reverend O'Mahony نے جماعت کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بین المذاہب میٹنگز کی وسیع پیمانہ پر اشد ضرورت ہے۔

تقریب کی کُل حاضری 40 رہی جن میں سے 20 مہمانوں کا تعلق مقامی چرچ سے تھا۔

Galway ویسٹ ریجن میں امن کانفرنس

16/اپریل 2016ء کو ویسٹ ریجن نے مسجد مریم میں امن کانفرنس کا انعقاد کیا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر انور ملک صاحب نیشنل صدر جماعت آئرلینڈ نے مہمانوں کو بتایا کہ ان تقاریب کے انعقاد کی غرض رواداری کو فروغ دینا اور مذہب سے متعلق شکوک وشبہات کو دور کرنا ہے۔ اس کے بعد ایک Power Point Presentation پیش کی گئی جو جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عالمی قیامِ امن کے لئے انتھک جدوجہد پر مبنی ایک ویڈیو The Caliph's Story دکھائی گئی۔

تقریب کے مہمانِ خصوصی Honourable Deputy Mayor of Galway City Cllr. Niall McNeils نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی قیامِ امن کے لئے مساعی اور ایسی کانفرنسز کے انعقاد کو سراہا۔

تقریب کی کُل حاضری 60 رہی جن میں سے 35 مہمان تھے۔

گالوے میں امن کانفرنس کے دو مناظر

Dublin ایسٹ ریجن میں امن کانفرنس

17/اپریل 2016ء کو ایسٹ ریجن نے امن کانفرنس کا انعقاد Finnstown Castle Hotel میں کیا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر انور ملک صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ آئرلینڈ نے افتتاحی خطاب میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور امن کانفرنس کے انعقاد کا مقصد بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ گزشتہ دس سالوں سے ایسے پروگرامز کر رہی ہے۔ اس کانفرنس کی مہمان خصوصی Honourable Deputy Mayor of South Dublin County Council Deirdre O'Donovan تھیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں قیام امن سے متعلق یورپ کے کردار پر روشنی ڈالی اور پاکستان اور ترکی میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی شدید مذمّت کی۔ نیز جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کی مہمات کو سراہا۔

مکرم امام ابراہیم نون صاحب مشنری انچارج آئرلینڈ نے اختتامی دعا کروائی جس کے بعد حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

مَین ہال سے ملحقہ کمرے میں ایک نمائش لگائی گئی تھی۔ نمائش کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 2010ء سے 2014ء کے دورہ جات کی تصاویر سے سجایا گیا اور Charity سے متعلق جماعتی مساعی کی تصاویر بھی آویزاں کی گئیں۔ تمام مہمانوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace دی گئی اور جماعت احمدیہ یوکے کی نیشنل پیس سمپوزیم کے موقع پر حضور انور کے خطاب پر مشتمل کتابچہ بھی دیا گیا۔

اس پروگرام کی کُل حاضری 110 رہی جن میں سے 68 غیر از جماعت مہمان تھے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 22 مارچ 2016ء بروز منگل قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ امۃ الرشید بھٹی صاحبہ (اہلیہ مکرم قاضی محمد احمد صاحب۔ آف سلاؤ)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ امۃ الرشید بھٹی صاحبہ (اہلیہ مکرم قاضی محمد احمد صاحب۔ آف سلاؤ) 18/مارچ 2016ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 21 فروری 1934ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ شادی کے بعد 1960ء کی دہائی میں ایسٹ افریقہ تشریف لے گئیں جہاں سے یوکے آ کر سلاؤ میں رہائش اختیار کی۔ سلاؤ جماعت لجنہ کی ابتدائی ممبرات میں سے تھیں۔ آپ نہایت دعا گو، پنجوقتہ نماز اور تہجد کا التزام کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں اور اس کے بہت سے حصے آپ کو زبانی بھی یاد تھے۔ لازمی چندہ جات باقاعدہ ادا کرتی تھیں اور مالی تحریکات میں بھی حصہ لیا کرتی تھیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ آپ نے اپنے پیچھے 6 بچے اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ امۃ الرؤوف صاحبہ (اہلیہ مکرم ریاض احمد باجوہ صاحب۔ سابق صدر لجنہ میرپور خاص) آپ 16 جنوری 2016ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چھ سال تک بشیر آباد وسندھ میں بطور نائب سیکرٹری ناصرات اور پھر میرپور خاص میں بارہ سال تک مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بڑی دیندار اور اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے والی پُر شفقت خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے عقیدت اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ آپ مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب مربی سلسلہ کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم میاں محمد اکمل پرویز صاحب (چک سکندر ضلع گجرات) 29 جنوری 2016ء کو 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو خدام الاحمدیہ میں بطور ناظم عمومی خدمت کی توفیق ملی۔ دو دفعہ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ چک سکندر کے خراب حالات میں کئی کئی دن مسجد میں ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا مضبوط تعلق تھا۔ باوجود غریب ہونے کے ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جماعتی نمائندوں کا بھی بھرپور خیال رکھا کرتے تھے۔

(3) مکرم رائے اللہ بخش بھٹی صاحب (عنایت پور بھٹیاں ضلع چنیوٹ) 13 جنوری 2016ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔‘‘ پس صرف رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے تقویٰ سیکھنے، تقویٰ کی زندگی بسر کرنے اور قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جب یہ صورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سے رمضان میں پیدا کیا ہوا تعلق صرف رمضان تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مستقل تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔

دعاؤں کی قبولیت کی شرائط، اس کے اصول اور فلسفہ کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات عالیہ کے حوالہ سے بصیرت افروز تذکرہ اور احباب جماعت کو اہم نصائح

مکرم راجہ غالب احمد صاحب (آف لاہور) اور مکرم ملک محمد احمد صاحب (آف جرمنی) کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/جون 2016ء بمطابق 17 احسان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (سورة البقرة :187) اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت روزے رکھنے کے حکم، اس کی شرائط اور اس سے متعلق احکامات کی آیات کے قریباً بیچ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعلق کو یوں بیان فرمایا کہ ’’روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 308)

پس صرف رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کی وجہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے تقویٰ سیکھنے، تقویٰ سے زندگی بسر کرنے اور قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جب یہ صورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سے رمضان میں پیدا کیا ہوا تعلق صرف رمضان تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مستقل تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی اس آیت میں بتایا ہے کہ مَیں قریب ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب آ جاتا ہے۔ نچلے آسمان پر آ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب هل يقول رمضان او شهر رمضان...... حدیث 1899 و صحیح بخاری کتاب التهجد باب الدعاء و الصلاة من اٰخر الليل حدیث 1145)

لیکن کن کے قریب آتا ہے؟ ان کے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کو محسوس کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بات مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتا لگاتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے لبّیک کہتے ہیں۔ اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب طاقتوں والا ہے۔ اگر مَیں اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کے لئے خالص ہوتے ہوئے اس سے مانگوں گا تو وہ میری دعائیں سنے گا۔

پس اللہ تعالیٰ بیشک اپنے بندوں کے سوال کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ مَیں قریب ہوں، میں اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا ہوں اور اس مہینہ میں خاص طور پر تمہارے قریب آ گیا ہوں مجھے پکارو لیکن اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے مجھے پکارنے سے پہلے یہ شرط ہے کہ میری سنو۔ میرے احکامات پر عمل کرو۔ اور میری تمام طاقتوں پر کامل یقین اور ایمان رکھو۔ اِن شرائط پر تمہیں عمل کرنا ہوگا۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم دعا کرتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ اپنے جائزے بھی لیتے ہیں؟ کہ انہوں نے کہاں تک خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا ہے؟ اگر ہمارے عمل نہیں۔ ہمارا ایمان صرف رسمی ہے تو پھر ہمارا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے کیا شرائط رکھی ہیں: فرمایا کہ ’’پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ مَیں ان کی آواز سنوں‘‘۔ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 261)

تقویٰ پیدا ہو۔ خدا سے ڈریں۔ خدا کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ آواز سنتا ہے۔ دوسری بات کہ مجھ پر ایمان لائیں۔ کیسا ایمان؟ اس بات پر ایمان کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ خدا کے وجود اور اس کے تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھنے کا تجربہ چاہے انسان کو ہوا ہے یا نہیں ہوا یا خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی تمام طاقتوں کے مالک ہونے کی معرفت عطا ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ اگر نہیں بھی ہوئی تب بھی ایسا ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ ہے اور سب طاقتوں کا مالک ہے۔ گویا ایمان بالغیب ہو۔ اگر پہلے یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا عرفان بھی ملے گا جس سے خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کے تمام طاقتوں کے مالک ہونے، اس کا دعاؤں کا جواب دینے کا تجربہ بھی ہو جائے گا۔ پہلے انسان کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ قدم بڑھاتا ہے اور پھر ثبوت بھی مہیا ہو جائے گا۔ دعاؤں کی قبولیت کی شرائط، اس کے اصول، اس کا فلسفہ وغیرہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تفصیل سے مختلف مواقع پر روشنی ڈالی ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالے بھی پیش کروں گا جس سے ہم اس مضمون کی گہرائی کو سمجھتے ہوئے، رمضان میں اسے قربِ الٰہی کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنا علم و معرفت بھی بڑھا سکتے ہیں اور حقیقی ہدایت پانے والوں میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اور رمضان کا حقیقی فیض بھی پا سکتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو بھی انہوں نے دعائیں کی ہیں وہ ضرور قبول ہونی چاہئیں۔ اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت تو میں نے پہلے کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے لئے بعض شرائط رکھی ہیں جنہیں پورا کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ قبولیت کے کیا اصول ہیں اور بعض دفعہ سب شرائط پوری کرنے والوں کی بھی دعا اس طرح قبول نہیں ہوتی جس طرح وہ دعا مانگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’دعا کا اصول یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دل سوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔‘‘

فرمایا کہ ’’مَیں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جز و مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات خوب سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام ہم نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال کرتے ہیں۔ مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتا ہے۔ غرض یہ کہ خواہشات انسانی سب پر صاد نہیں کر سکتے کہ سب صحیح ہیں۔ (ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صحیح ہیں) چونکہ انسان سہو اور نسیان سے مرکب ہے (بھول چوک انسان سے ہوتی ہے، فطرت میں ہے) اس لئے ہونا چاہئے اور ہوتا ہے کہ بعض خواہش مضر ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو منظور کر لے تو یہ امر منصب رحمت کے صریح خلاف ہے۔‘‘

پس انسان تو سمجھتا ہے کہ اس کو ہونا چاہئے لیکن خواہش بعض دفعہ انسان کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے منظور کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جو مقام ہے اس کے یہ بات خلاف ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو دعا کرنے والے کے لئے، اپنے بندے کے لئے رحمت چاہتا ہے۔ اگر ہر خواہش اس کی

پوری کرلے چاہے اس سے اس کا نقصان ہو رہا ہو تو اس کا جو مقام رحمت ہے وہ بات پھر اس کے خلاف چلی جاتی ہے۔ فرمایا کہ ’’یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بدنتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے ردّ کر دیتا ہے (انسان تو اپنا انجام نہیں دیکھتا لیکن اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کا ایک حقیقی خیر خواہ ہے اس کی بھلائی چاہتا ہے۔ اس کو انجام کی بھی خبر ہے۔ انجام اس کو نظر آ رہا ہے کہ کیا ہونا ہے تو وہ اس کے جو نقائص ہیں، جو نقصانات پہنچ سکتے ہیں، جو بدنتائج ہو سکتے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کو ردّ کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی خیرخواہی اسی میں سمجھتا ہے کہ اس کی یہ دعا ردّ کر دے) اور فرمایا کہ یہ ردِّ دعا ہی اس کے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔ (جب ایسی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں ردّ کر دی جاتی ہے، قبول نہیں ہوتی تو یہی اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی گواہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سمجھا کہ اس انسان کے لئے یہ بہتر نہیں۔ اس بندے کے لئے یہ بہتر نہیں) پس ایسی دعائیں جن میں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے مگر مضر دعاؤں کو بصورت ردّ قبول فرما لیتا ہے۔‘‘ (بعض جن میں فائدہ ہے وہ اسی طرح قبول کرتا ہے۔ جن میں انسان کا نقصان ہوتا ہے ان کو ردّ کر دیتا ہے۔ قبول نہیں فرماتا ہے اور یہی اس کی قبولیت ہے)

آپ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یہ الہام بارہا ہو چکا ہے۔ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ہر ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے قبول کی جائے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 107-106۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جو مانگنے کے لحاظ سے نافع ہے، نفع دینے والی ہے اور مفید ہے وہ قبول کی جائے گی۔ ہر دعا نہیں قبول ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور نبیوں کی بھی بعض دعائیں سنتا ہے بعض نہیں سنتا اور اس لئے نہیں سنتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ فائدہ مند نہیں ہیں یا ان کے نتائج بھیانک ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھنے والا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ دعا کے لئے اپنے اعمال اور اعتقاد کو بھی دیکھنا ضروری ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا (صرف دعا ضروری نہیں۔ اعمال بھی ضروری ہیں) بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ (اگر اعمال نہیں اور صرف دعا ہے تو وہ دعا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تم آزمائش کر رہے ہو) اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ (اصلاح ہوتی ہے اس کے لئے بعض سبب موجود ہونے چاہئیں) وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ (دعا ہو گئی اس لئے اسباب کی کوئی ضرورت نہیں ہے) وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے (دعا بھی تو کسی کام کے کرنے کے لئے ایک چھپا ہوا سبب ہے اس کام کے کرنے کی وجہ بنتا ہے) جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے (دعا کے ذریعہ سے۔ دعا بذات خود ایک سبب ہے ایک وجہ بنتی ہے اور یہ وجہ جب دعا قبول ہوتی ہے تو اس کام کے کرنے کے لئے دوسرے سبب پیدا ہو جاتے ہیں۔ کسی انسان کو قرض کی ضرورت ہے، پیسوں کی ضرورت ہے، کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کسی ذریعہ سے اس کو وہ مہیا کروا دیتا ہے، اس کے لئے آسانیاں پیدا کروا دیتا ہے۔ آسمان سے کوئی چیز نہیں ٹپکتی۔ اگر کسی کو پیسوں کی ضرورت ہے تو آسمان سے نہیں اتریں گے بلکہ کوئی ذریعہ بنے گا اور وہی سبب ہے جو دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنایا) فرمایا اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا تقدّم اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ (پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور پھر تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں۔ ساتھ مدد مانگتے ہیں اور دعا کے ساتھ ہی مدد جو اسباب کی طرف توجہ ہے وہ بھی ہو جاتی ہے) غرض عادت اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلق اسباب کر دیتا ہے۔ دیکھو پیاس کے بجھانے کے لئے پانی اور بھوک مٹانے کے لئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعہ۔ (کوئی ذریعہ بنتا ہے) پس یہ سلسلہ اسباب یونہی چلتا ہے اور خَلقِ اسباب ضرور ہوتا ہے (سبب پیدا ہوتے ہیں) کیونکہ خدائے تعالیٰ کے یہ دونام ہی ہیں کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا (غالب ہے، طاقت رکھتا ہے، ہر کام کر سکتا ہے، کر دیتا ہے) اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔) ’’دیکھو نباتات جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تُربدی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے۔ ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر تو قادر ہے کہ یونہی دست آجائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے (بغیر پانی کے پیاس بجھ جائے) مگر چونکہ عجائبات قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائبات قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 125-124۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ اللہ تعالیٰ نے چیزیں پیدا کی ہیں ان کی صفات اور ان کی خاصیات کا علم دلوانا بھی تو اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں ان کا علم جب بڑھتا ہے تو جتنا جتنا علم وسیع ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی صفات پہ اطلاع ہوتی ہے۔ انسان کو اس کا فہم حاصل ہوتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ انسان اس کا فہم حاصل کرے اور یہی ایک دیندار شخص کا کام ہے۔ ایک دہریہ اپنے علم کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن ایک مومن اس علم کے اضافے سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی قدرتوں کو جاننے والا بنتا ہے۔

پھر دعا کی فلاسفی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا کہ:

’’دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب ہے اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلّاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا۔ جیسے بچے کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے، (ایک تعلق ہے) میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 198۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ ماں بچے کی جو مثال آپ نے دی ہے یہ دعا کا فلسفہ ہے۔ اس کے تحت مانگنا انسان کا خاصّہ ہونا چاہئے اور جب یہ انسان کا خاصّہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کا بھی نظارہ دکھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مانگنا انسان کا خاصّہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ (اگر رحیمیت کو لینے کے لئے رحمانیت کو چھوڑیں تو نہیں ہو سکتی) رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ (اللہ تعالیٰ کی جو رحیمیت ہے، اس سے مانگ کے لینے کی جو طاقتیں ہیں وہ طاقت رحمانیت اس میں پیدا کرتی ہے) جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکاری ہے) اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے یہی معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تو نے عطا کیے ہیں (ہم عبادت کرتے ہیں اور ظاہری اسباب میں سے ایک سبب دعا کا ہے۔ دوسرے ان چیزوں کو حرکت میں لانے کا جو ہمارے لئے اس کام کے لئے مقرر کی گئی ہیں) دیکھو یہ زبان جو عروق اور اعصاب سے خَلق کی ہے (اس میں زبان ہے اس کے اعصاب بنائے گئے ہیں۔ اس میں لعاب ہے جو اس کے اندر ہے) اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے (زبان خشک ہو جائے تو انسان بول نہیں سکتا۔ زبان کا کوئی پٹھہ کھچ جائے تو وہیں جم جاتی ہے) فرمایا کہ ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے (زبان عطا کی تاکہ دل کے خیالات ظاہر ہوں۔ اس سے انسان بول سکے) اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہماری شوربختی ہے (شوربختی، مطلب بدقسمتی ہے) بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یکدفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔ پس یہ کیسی رحیمیت ہے کہ ہم کو زبان دے رکھی ہے۔ ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آ جاوے تو خاک بھی سنائی نہ دے۔ ایسا ہی قلب کا حال ہے۔ وہ جو خشوع وخضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں رکھی ہیں اگر بیماری آ جاوے تو وہ سب قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے قویٰ کیسے بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟ اگر ان قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کیے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت ہیں (تو پھر یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والے ہیں۔ ناشکرے ہیں) پس یاد رکھو کہ اگر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو معطّل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو دعا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی (جو اللہ تعالیٰ نے طاقتیں دی ہیں، قوتیں دی ہیں، صلاحیتیں دی ہیں اور اسباب کی طرف توجہ دینے کا حکم دیا ہے ان سب کو کام میں لاؤ اور پھر دعا کرو۔ اگر اس کے بغیر ہے تو پھر دعا کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی) کیونکہ جب ہم نے پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لیے مفید اور کارآمد بنا سکیں گے؟ (ملفوظات جلد اول صفحہ 131-130۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں اور ان سے کام لینا، پھر دعا کرنا تب ہی ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں، مثالیں موجود ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:

”غرض یہ ہے کہ قانونِ قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر (جو ہمارے اعمال ہیں ان کو مکمل کر اور جو ان کی انتہا ہوسکتی ہے وہاں لے جا) ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ (بظاہر یہی ہے کہ ایک کھلا اشارہ ہے کہ دعا کرو) صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے (اس طرف ہی اشارہ لگ رہا ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت اللہ تعالیٰ سے مانگو) لیکن اس کے سر پر اِیَّاکَ نَعْبُدُوَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراطِ مستقیم کے منازل کے لئے قوائے سلیم سے کام لے کر استعانتِ الٰہی کو مانگنا چاہئے۔ (صراط مستقیم پر چلنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے قویٰ دیئے ہیں ان کو کام میں لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو) پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 199۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ”بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جائیں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ (زبان کے بارے میں پہلے بھی مثال دی ہے) یہ رحیمیت ہے۔ ایسا ہی قلب میں خشوع وخضوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں۔ پس یاد رکھو اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے۔ اس لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم سے پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصّہ ہے اور جو استجابت جُو اللہ تعالیٰ کا نہیں (جو اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کی تلاش میں نہیں ہے) وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے“ فرمایا کہ ”مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مَیں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں (نیک عمل ہوں۔ وہ عمل ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنا اعتقاد، اپنا ایمان مضبوط کریں) کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور بھی صراحت کردی، (کھول دیا) کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے (ایسے لوگوں کی راہ ہمیں دے جن پر تو نے انعام کیا ہوا ہے) اور فرمایا اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا۔ (جن پر تیرا غضب نازل ہوا ان کے رستے پر چلنے سے ہمیں بچا۔ ہمارے اعمال ہمیشہ ٹھیک رہیں۔ کوئی ایسی بات نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہو) فرمایا کہ جن پر بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آ گیا اور اَلضَّآلِّین کہہ کر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بِدُوں بھٹکتے پھریں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 200-199۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔

ہمیں اس بات سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت ہمیں حاصل نہ ہو۔ ہم تیری رحمانیت سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اس کے نتیجہ میں پھر رحیمیت سے بھی فائدہ نہ اٹھانے والے ہوں اور تیری جو حمایت ہے، تیری مدد ہے، تیرا رحم اور فضل ہے اس سے ہم محروم ہوجائیں اور بھٹکتے جائیں۔ پس یہ ضالّین کہہ کر اس طرف بھی توجہ دلا دی۔

پھر دنیاداروں کے اس خیال کو ردّ فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں ملتا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

”بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا، بالکل غلط اور باطل ہے۔ (جھوٹ ہے) ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات قدرت وتصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے (فارسی شعر ہے):

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

(کہ وہ عاشق ہی کیا ہے کہ محبوب جس کی طرف نظر نہ کرے۔ اے صاحب! اے بندے درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے۔ تیرے اندر درد نہیں ہے۔ طبیب موجود ہے۔ اپنے اندر درد پیدا کرو اللہ تعالیٰ تو سنتا ہے۔)

فرمایا: ”خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آ جاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ (فَلْیَسْتَجِیْبُوا لِیْ پر عمل کرو) اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لاانتہا فضل وبرکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے (پس ایسی محبت اللہ تعالیٰ سے پیدا کرو جو دعائیں سننے والا ہو۔ اگر سچی محبت ہوگی تو بہت دعائیں سنتا ہے) اور تائیدیں بھی کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 353-352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

خدا تعالیٰ کی سچی محبت کو پانے کے لئے انسان کو کیسا ہونا چاہئے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دعائیں بھی سنے اور اپنی قربت کا اظہار بھی کرے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ خدا کی محبت ایسی شے ہے جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفّٰی انسان بنا دیتی ہے۔ (پاک کر دیتی ہے) اس وقت وہ وہ کچھ (دیکھتا) ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ کچھ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل وکرم کا انسان کے لئے تیار کیا ہے اس کے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں (صرف چیزیں نہیں بنائیں۔ ہمیں استعدادیں بھی دی ہیں کہ ان کو استعمال کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں) اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا یا اگر سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں تو کیا فائدہ تھا؟ مگر نہیں یہ بات نہیں ہے۔ اس نے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا۔ جس طرح پر ایک طرف روٹی کا سامان پیدا کیا تو دوسری طرف آنکھ، زبان، دانت اور معدہ دے دیا اور جگر اور اَمعاء کو کام میں لگا دیا اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھ دیا۔“ (جگر معدہ انتڑیاں یہ سب چیزیں ہیں جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔) آپ فرماتے ہیں کہ ”اگر پیٹ کے اندر ہی کچھ نہ جائے گا تو دل میں خون کہاں سے آئے گا۔ کیلُوس کہاں سے بنے گا۔ غذا جو صاف ہو کے خون کا حصہ بنے گی باقی جو گند نکلے گا وہ کس طرح بنے گا۔) اسی طرح پر سب سے اوّل اس نے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام جیسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپ کو خاتم النبیین ٹھہرایا اور قرآن شریف جیسی کامل اور خاتم الکتاب عطا فرمائی جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر آئے گا۔ پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہیں ان سے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم نہ اٹھائیں تو کس قدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورۃ میں ہی ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے۔“ (پس انسان کے لئے فائدہ اٹھانے کا یہ طریقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہمیں عطا کیا تو آپ کی سنت پر چلنے والے ہوں۔ قرآن کریم جیسی کتاب ہمیں عطا کی تو اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورۃ میں یعنی سورۃ فاتحہ میں ہی ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے۔) ”اس سورۃ میں جس کا نام خاتم الکتاب اور اُمّ الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے؟ اِیَّاکَ نَعْبُدُ گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پر مقدم کر کے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 354-353۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ”یہ سچی بات ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ انسان کمزور مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بِدُوں کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ (فضل نہ ہو تو انسان کچھ نہیں کرسکتا۔) اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقاء کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل ودانش یا اپنے مال ودولت پر ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا؟ اور دعا کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضُعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا اور اس طور پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔“ (لوگ کہتے ہیں دعا کے لئے جوش نہیں پیدا ہوتا۔ اپنی کمزوری دیکھے، اپنی عاجزی دیکھے، پھر اس محبت کے تقاضے کو پورا کرنے کی کوشش کرے تو پھر ایک جوش پیدا ہوتا ہے) فرمایا ”جیسے انسان جب

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا اور چلّاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بے قرار ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے گی اور چلّائے گی اور یاربّ یاربّ کہہ کر پکارے گی۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلی ہی سورت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّالِیْنَ۔" فرمایا کہ "دعا تب ہی جامع ہوسکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو اور تمام نقصانوں اور مضرّتوں سے بچاتی ہو"۔ (دعا وہی صحیح ہے جو ہر قسم کے منافع، انسان کو جو نفع مل سکتا ہے یا اس کے مفاد میں جو بہتر ہے وہ اپنے اندر لئے ہوئے ہو اور نقصانوں اور جو تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں ان سے اس کو بچانے والی ہو) پس اس دعا میں (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے لے کر وَلَاالضَّآلِّیْن تک) تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس دعا میں مطلوب ہیں اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اُس سے بچنے کی دعا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 412-411۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں جو سب سے بڑی دعائیں کی گئی ہیں وہ دنیاوی دعائیں نہیں ہیں، دین کی دعا ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں ہمیں سب سے مقدم اپنے دین کو بچانے کی دعا کرنی چاہئے۔ جب انسان یہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازے کھلتے ہیں اور پھر باقی دعائیں خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔

اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ اصل دعا دین کی مضبوطی کی دعا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 300۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب اور دعا کی قبولیت کے جو طریق بتائے ہیں اس میں سے سب سے اعلیٰ ذریعہ نماز کی حالت کو بتایا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ اگر پینا ہے، اس کے فضل ورحم سے فیض اٹھانا ہے تو اس کے لئے بھی عاجزی، انکساری رونا اور چلّانا ہوگا۔) فرمایا کہ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس رمضان میں جبکہ اکثر کی توجہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی طرف بھی ہے اور نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہے۔ اس کے ساتھ نوافل کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور پھر وہ دعائیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے ہیں وہ ہمیں ترجیحاً کرنی چاہئیں۔ پہلی دعائیں یہی ہیں باقی دعائیں، دنیاوی دعائیں، ہماری دنیاوی ضروریات کی دعائیں بعد میں آنی چاہئیں تو پھر اللہ تعالیٰ خود ہی حاجات پوری کر دیتا ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا بھی پیش کرتا ہوں جسے ان دنوں میں ہمیں خاص طور پر کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ نے یہ دعا کی تھی کہ:

"اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تُو نہایت ہی رحیم وکریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے اعمال کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ مَیں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل وکرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 235۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دعاؤں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ یہ رمضان ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے اور پھر اس پر مستقل قائم رکھے جو خدا تعالیٰ پر ایمان میں مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے احکامات کو سنتے اور عمل کرتے ہیں اور اپنی ہر بات پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں اور ہمارے اعتقاد میں پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا ہو۔ ہم میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی بلاؤں سے بھی بچائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم راجہ غالب احمد صاحب کا ہے۔ یہ جماعت کے دیرینہ خادم اور اردو کے بڑے معروف شاعر اور ادیب تھے۔ ماہر تعلیم تھے۔ انہوں نے حکومت کی نوکری کی اور یہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ یہ 4/جون 2016ء کو لاہور میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گجرات شہر میں یہ 1928ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد حضرت راجہ علی محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ان کے والد کو قادیان میں بطور ناظر مال اور ناظر اعلیٰ خدمت کی توفیق ملی۔ راجہ غالب صاحب کے نانا ملک برکت علی صاحب تھے اور حضرت ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب جو خالد احمدیت تھے آپ کے ماموں تھے۔ لاہور سے انہوں نے میٹرک کیا۔ پھر قادیان سے ایف۔اے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے سائیکالوجی میں ماسٹر کی ڈگری لی اور پہلی پوزیشن بھی حاصل کی۔ بحیثیت شاعر دانشور ماہر تعلیم اور ادب کے ناقد ملک کے مقتدر علمی اور ادبی حلقوں میں عزت و احترام کی نگاہ سے پہچانے جاتے تھے۔ روزنامہ الفضل کے ساتھ ملکی اور بین الاقوامی جرائد میں بھی ان کی نظمیں اور تحریریں اردو اور انگریزی میں شائع ہوتی رہیں۔ انہوں نے اپنی ملازمت کا آغاز پاکستان ایئر فورس سے کیا۔ پھر محکمہ تعلیم پنجاب کو 1962ء میں جوائن کیا۔ پھر بڑے اہم مختلف کلیدی عہدوں پر فائز رہے جنرل سیکرٹری اور کنٹرولر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب، چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سرگودھا، چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور مشیر تعلیم حکومت پنجاب ان کی نمایاں ملکی خدمات ہیں۔ جماعتی خدمات کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔ جماعت احمدیہ ضلع لاہور میں آپ جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تعلیم اور کئی عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ 1974ء کے بعد آپ کو بطور ترجمان جماعت احمدیہ کئی بار پریس کانفرنسیں اور پریس ریلیزیں اور بیانات جاری کرنے کا موقع ملا۔ خطوط لکھنے والے تھے۔ اخبارات کو ذاتی بیان دینے کا موقع ملا۔ 1992 تا 97ء ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن۔ 74ء تا 85ء ڈائریکٹر وقف جدید اور اس کے علاوہ نائب صدر ناصر فاؤنڈیشن بھی رہے۔ بڑے سادہ مزاج اور بڑے دھیمے مزاج کے تھے۔ خلافت سے ان کا بڑا تعلق تھا اور جماعتی عہدیداروں کی بھی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد نہیں تھی۔ ان کی ایک لے پالک بیٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم ملک محمد احمد صاحب کا ہے جو واقف زندگی تھے۔ 6/مئی 2016ء کو وفات پا گئے۔ یہ دونوں جنازے پچھلی دفعہ پڑھانے تھے بس کسی وجہ سے رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔ خلافت احمدیت اور نظام خلافت کے ساتھ اطاعت کا جذبہ اور بڑی محبت اور وفا کا تعلق رکھتے تھے۔ تمام بچوں کو بھی یہی صفت اپنانے کی نصیحت کرتے تھے۔ نظام جماعت کے فرمانبردار، نہایت شریف النفس، ملنسار، منکسر المزاج، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے، ہمدرد، نیک انسان تھے۔ زندگی بھر کئی گھرانوں کی کفالت کی۔ کچھ بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری بھی اٹھائی اور جو وفات تک بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل کے پانچ ہزار مجاہدین میں شامل تھے۔ تعمیر مساجد اور دوسری تحریکات میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتے تھے۔ ربوہ میں زمین کا ایک ٹکڑا بھی، ایک پلاٹ بھی جماعت کو پیش کیا۔ 20/اکتوبر 1945ء کو آپ نے زندگی وقف کی۔ پہلے تو کہیں باہر کام کر رہے تھے۔ بہرحال اس کے بعد پھر زندگی وقف کر کے آ گئے اور ربوہ میں تعمیرات کے شعبہ میں 1949ء سے 55ء تک خدمت کی۔ 55ء سے 68ء تک وکالت تبشیر میں سپرنٹنڈنٹ کے طور پر خدمت بجا لائے۔ 1969ء سے 82ء تک بطور نائب افسر امانت خدمت کی توفیق پائی۔ 82ء سے 86ء تک نائب وکیل المال ثانی کی خدمت کی توفیق پائی۔ 85ء میں ریٹائر ہوئے اور جون 1989ء تک ری ایمپلائی ہو کر خدمت بجا لاتے رہے۔ 86ء سے 89ء تک بطور نائب وکیل تعمیل وتنفیذ خدمت بجا لاتے رہے۔ ان کی خدمت کا کم وبیش 47 سال کا عرصہ ہے۔ پھر آپ اپنے بچوں کے پاس جرمنی آ گئے تھے۔ بڑے عبادت گزار تھے۔ تلاوت قرآن کریم کرنے والے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑا وسیع مطالعہ تھا۔ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ہمارے مبلغ سلسلہ لئیق طاہر صاحب ان کے چھوٹے بھائی ہیں اور یہاں الفضل انٹرنیشنل میں وقف زندگی کارکن ملک محمود ان کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو اور نسلوں کو اخلاص و وفا سے جماعت کے ساتھ اور خلافت کے ساتھ تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ رپورٹ دورۂ سویڈن از صفحہ نمبر 20

۞...... **اس کے بعد اس صحافی نے پوچھا کہ جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانوں کے مابین کیا فرق ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بہت عمومی سوال ہے جو ہر ایک پوچھتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیمات کو بھلا دیں گے اور اس وقت مسیح موعود اور مہدی کا ظہور ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوگا۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ شخص ظاہر ہو چکا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ جو مسیح موعود اور مہدی ہوگا وہ نبی ہوگا۔ اور اس کو نبی کے خطاب سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نوازا ہے۔ پس یہ بنیادی فرق ہے جو جماعت احمدیہ اور دیگر فرقوں کے مابین تضاد کا باعث ہے۔ غیر احمدی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ ایسے شخص کو ابھی آنا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے نبی تھے جو اس دنیا میں 120 سال زندہ رہے اور اس کے بعد ان کی طبعی وفات ہوئی۔ اور آسمان پر کوئی بھی شخص 2 ہزار سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام ایک نہایت متقی انسان تھے اور خدا تعالیٰ کے پیغمبر تھے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مفوضہ مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جبکہ دیگر مسلمان کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی وقت نازل ہوں گے اور عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی طرف سے مسیح کی آمد کے بارہ میں بتائے گئے تمام نشانات پورے ہو چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ آخری زمانہ میں نقل وحرکت کے ذرائع کی کثرت ہوگی جیسا کہ ہم دیکھ سکتے ہیں آج کل کے زمانہ میں کوئی بھی نقل وحرکت کے لئے اونٹ یا گھوڑوں کو استعمال نہیں کرتا۔ بلکہ تیز رفتار ٹرینوں، بسوں، کاروں، بحری و ہوائی جہازوں نے ان کی جگہ لے لی ہے۔ پھر بعض آسمانی نشان بھی ہیں جیسے رمضان کے مہینہ کے مقررہ ایام میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور یہ نشان بھی تقریباً سو سال قبل پورے چکے ہیں اور اس وقت مدعی بھی موجود تھا۔ پس یہ تمام نشانات پورے ہو چکے ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ وہ شخص ظاہر ہو چکا ہے اور وہ نبی اللہ ہے۔ اور یہی چیز ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے مابین تضاد کا باعث ہے۔

۞...... جرنلسٹ نے پوچھا کہ **کیا آپ کی قرآن کریم کی تفسیر دوسرے مسلمانوں کی تفسیر سے علیحدہ ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سارا قرآن تو نہیں لیکن بعض آیات کی تفسیر مختلف ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں عقلی دلائل دئے بغیر قرآن کریم کی کسی بھی آیت کی تفسیر بیان نہیں کی جاسکتی۔ اگر ہم قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس کے پیچھے منطق اور دلیل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاشک وشبہ آخری نبی قرار دے دیا ہے۔ اس لئے کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کی مہر قرار دیا گیا ہے۔ یعنی نبی تو آسکتے ہیں مگر ان پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت ہوگی۔ کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ لیکن مسلمانوں کے بیچ میں اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو وہ کسی کو بھی بھیج سکتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی صفات کو محدود تو نہیں کر سکتے۔ پس اس طرح کی بعض مخصوص آیات ہیں جن کی تفسیر میں فرق پایا جاتا ہے۔ ورنہ ہم بھی یہی مانتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ وہ خاتم کا مطلب یہ لیتے ہیں اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے ساتھ نبی آسکتا ہے۔

۞...... صحافی نے اگلا سوال کیا کہ **آپ کس طرح خلیفہ بنے تھے؟** اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے مجلسِ انتخاب کے ذریعہ خلیفہ منتخب کیا گیا تھا۔

۞...... اس پر جرنلسٹ نے کہا کہ **آپ اس حوالہ سے مزید بتا سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک خلیفہ کی وفات کے بعد مجلسِ انتخاب کے ممبران دنیا بھر سے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور وہ اپنا ووٹ دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے پوپ کا انتخاب ہوتا ہے۔ بند کمرے میں انتخاب ہوتا ہے۔ جب وہاں ووٹنگ ہو رہی ہوتی ہے تو ہر ایک کو ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے۔ خلافت کے لئے نام پیش ہوتے ہیں اور جس کے سب سے زیادہ ووٹ ہوں وہ خلیفہ منتخب ہوتا ہے۔ مگر آپ خود خلافت کے لئے اپنا نام پیش نہیں کر سکتے۔ ایک آدمی نام پیش کرتا ہے اور دوسرا آدمی اس کی تائید کرتا ہے۔ کسی قسم کا بحث ومباحثہ نہیں ہوتا۔ کوئی یہ رائے بھی نہیں دے سکتا کہ آپ فلاں کو ووٹ دیں یا فلاں کو نہ دیں۔ اس طرح یہ انتخاب کا عمل نہایت صاف شفاف ہوتا ہے اور جس کو سب سے زیادہ ووٹ ملیں وہ خلیفہ منتخب ہو جاتا ہے۔

۞...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جب سے آپ خلیفہ منتخب ہوئے آپ نے دنیا کے مختلف ممالک کے سفر اختیار کئے ہیں۔ ان سفروں کا کیا مقصد ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں اپنی جماعت کے لوگوں سے ملنے کے لئے اور جماعتوں کا جائزہ لینے کے لئے مختلف ممالک کے دورے کرتا ہوں مگر میرے دوروں کا مقصد سیاستدانوں یا حکمرانوں سے ملنا نہیں ہوتا۔ لیکن ان دوروں کے دوران اگر کوئی سیاستدان ملنے کے لئے آجائے یا اگر مقامی جماعت کے لوکل انتظامیہ کے ساتھ اچھے تعلقات اور رابطے ہوں اور وہ بعض اوقات پروگراموں میں سیاستدانوں اور دیگر حکام کے ساتھ ملاقاتیں رکھ لیں تو ان سے بھی مل لیتا ہوں۔

۞...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ **آپ کے دورِ خلافت میں انتہا پسندی وغیرہ بہت بڑھ گئی تھی۔ اس حوالہ سے آپ اپنے دورِ خلافت کا گزشتہ خلفاء کے ادوار کے ساتھ کس طرح موازنہ کرتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام گزشتہ خلفاء نے بھی یہی کام کئے ہیں۔ ہمیں محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا جو نعرہ دیا گیا وہ تیسرے خلیفہ نے دیا تھا۔ بسا اوقات دنیا کے خاص حالات کے پیشِ نظر بعض خاص چیزوں پر زور دیا جاتا ہے۔ آجکل دنیا کے امن کی صورتحال کے پیشِ نظر میں قیامِ امن پر زیادہ توجہ دے رہا ہوں۔ ورنہ بانی جماعت احمدیہ جنہیں ہم مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھتے ہیں وہ بنیادی طور پر دو مقاصد لے کر آئے تھے۔ ایک بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا انہیں اپنے ذمہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا احساس دلانا اور معاشرہ میں امن، پیار اور ہم آہنگی پیدا کرنا۔ پس آپ علیہ السلام کی آمد کے یہی دو مقاصد تھے اور آپ کے تمام خلفاء بھی اسی مشن کو لے کر چل رہے ہیں۔ اگر حالات تبدیل ہو جاتے ہیں اور معمول کے مطابق آجاتے ہیں تو میں شاید بعض دوسرے مسائل پر مزید زور دوں گا۔ ویسے بھی میں صرف اسی مسئلہ کے بارہ میں تو بات نہیں کرتا اور بھی کئی مسائل ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں۔

۞...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا آپ کے خیال میں حالات معمول پر آجائیں گے؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر لوگوں کو احساس نہ ہوا تو پھر تیسری عالمی جنگ ہوگی۔ اور جب تیسری عالمی جنگ ہو جائے گی تو تب دنیا کے لیڈرز اور عوام الناس کو عقل آئے گی۔

۞...... **جرنلسٹ نے کہا کہ مجھے نہیں پتہ کہ آپ کو مالمو کے حالات سے کس حد تک آگاہی ہے۔ مگر یہاں اب یہ افواہیں پھیلی ہوئی ہیں کہ مالمو میں ISIS کے لوگ پبلک میں کھلے عام گھوم پھر رہے ہیں اور نوجوانوں کو اپنے لئے بھرتی کر رہے ہیں۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو حکومت اور انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ محتاط اور چوکنے رہیں اور دیکھیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور اس کا سدِّ باب کریں۔

۞...... **جرنلسٹ نے کہا کہ کیا جماعت احمدیہ بھی اس حوالہ سے کچھ کر سکتی ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے تو ہمیں نہ تو radicalised کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ انتہا پسند ہمارے لوگوں کو اپنے لئے بھرتی کر سکتے ہیں۔ ہم تو امن پسند جماعت ہیں۔ اور جہاں تک دوسرے گروہوں کا تعلق ہے تو ان کے بارہ میں میں نہیں جانتا۔ میں نے خود یہ بات آپ سے سنی ہے۔ اگر آپ کو بعض ذرائع سے پتہ چلا ہے تو آپ کو چاہئے کہ حکومت کو اور حکام کو بتائیں۔

۞...... **جرنلسٹ نے کہا کہ میں نے ایک آرٹیکل پڑھا تھا جس کے مطابق آپ پولیس کو مزید مسلح کرنے کے حق میں ہیں۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لندن میں قانون نافذ کرنے کے لئے پولیس کے پاس چھوٹے چھوٹے ڈنڈے ہوتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں؟ اور دوسری طرف وہ لوگ جو شہر یا قصبہ کا امن خراب کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس اگر جدید اسلحہ ہو اور پولیس ان کے ساتھ لڑنا چاہے تو پولیس وہاں کیا کرے گی؟ ان کے ساتھ لڑنے کے لئے ضروری ہے کہ پولیس کے پاس بھی اسی قسم کا اسلحہ ہو۔

۞...... جرنلسٹ نے سوال نے کیا کہ **یورپ کی نوجوان نسل یورپ کو چھوڑ کر ISIS میں شامل ہو رہی ہے آپ کے نزدیک اس کی کیا وجہ ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: 2008ء میں آنے والے معاشی بحران کے نتیجہ میں لاکھوں افراد اپنی نوکریوں سے محروم ہو گئے تھے۔ اگر انہیں مناسب نوکریاں دی جائیں جو ان کی اہلیت اور معیار کے مطابق ہوں۔ بے شک بہت زیادہ منافع بخش نہ ہوں لیکن کم از کم ان کی پسند کے مطابق ہوں تو اس سے آپ یقیناً ان لوگوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی لا سکتے ہیں جو معاشی وجوہات کی بناء پر radicalise ہو رہے ہیں۔

۞...... **نمائندہ نے سوال کیا کہ یورپ میں ریفیوجی کرائسز کے حوالہ سے آپ کی کیا رائے ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان پناہ گزینوں کی تعداد لاکھوں میں پہنچ گئی ہے اور یورپ کا ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جو ان سب کو پناہ دے سکے۔ اس کا بہترین حل یہی ہے کہ جو ملک اس وقت مسائل کا شکار ہیں ان کے ہمسایہ ممالک کی مالی امداد کی جائے اور وہاں ان لوگوں کے کیمپ بنائے جائیں۔ جب افغانی ریفیوجیز افغانستان سے باہر آئے تھے اس وقت وہ دوسرے ممالک میں بھی گئے تھے مگر ان کی ایک بڑی تعداد پاکستان آگئی تھی۔ اس وقت وہاں ان کے لئے کیمپ بنائے گئے تھے اور جب حالات معمول پر آگئے تو ان مہاجرین کو واپس افغانستان بھجوا دیا گیا تھا۔ ان مہاجرین کی خوراک، رہائش اور دیگر ضروریات پوری کرنے کے حوالہ سے اس وقت کی بعض بڑی طاقتیں اور امیر ممالک پاکستانی حکومت کی مدد کر رہے تھے۔ اور جب حالات معمول پر آگئے تو یہ کیمپ ختم کر دیئے گئے اور مہاجرین کو واپس بھجوا دیا گیا۔ اور اِس وقت بھی یہی بہترین حل ہے ورنہ آپ کو تو نہیں پتہ کہ ان کے مہاجرین میں سے کون کیا ہے؟ ISIS کے ترجمان کا بیان ہے کہ ہر چالیس مہاجرین میں سے ایک ISIS کا ممبر ہے۔ تو آپ ان کو کیسے پرکھیں گے؟ اور یہ بیان اب ریکارڈ میں آچکا ہے۔

۞...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ تو کیا آپ کے خیال میں سویڈن نے ریفیوجیز کے لئے جو اپنے دروازے کھولے ہیں انہوں نے ایسا اپنی سادگی کی وجہ سے کیا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ سویڈن نے کتنے ریفیوجیز لینے کی حامی بھری ہے؟ اس پر جرنلسٹ نے بتایا کہ شروع میں دس ہزار ریفیوجیز لینے کی حامی بھری تھی اور اب ایک لاکھ ساٹھ ہزار کے قریب مہاجرین کو لے رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان لوگوں کو کہاں رکھا جائے گا؟ کیا ان لوگوں کو کیمپوں میں رکھا جا رہا ہے؟ کہیں نہ کہیں تو انہیں رکھنا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر حل یہی ہے کہ ان لوگوں کو ہمسایہ ممالک میں کیمپ بنا کر رکھا جائے۔ ہاں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ان ریفیوجیز کی وجہ سے آپ کے ملک کو فائدہ ہوگا تو ٹھیک ہے آپ انہیں اپنے ملک میں رکھ لیں۔ لیکن اگر ان ریفیوجیز کو ملک کے اندر رکھنے کی ہی پالیسی ہے تو پھر حکومت کو محتاط اور چوکنّا رہنا پڑے گا اور اس بات کی یقین دہانی کرنی ہوگی کہ یہ لوگ واقعی مہاجرین ہیں۔

۞...... **اس کے بعد جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ نے ابھی بتایا ہے کہ خلیفہ بھی پوپ کی طرح منتخب ہوتا ہے۔ تو کیا جس طرح کیتھولک چرچ برتھ کنٹرول اور homosexuality وغیرہ کے معاملات میں اپنے اندر جدید دور کے لحاظ سے اصلاحات کر رہا ہے، کیا آپ بھی بحیثیت خلیفہ اس طرح کی سوچ رکھتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے تو صرف اسلامی تعلیمات کی پیروی کرنی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم آخری کتاب ہے اور اس میں گھریلو معاملات سے لے کر عالمی معاملات تک ہر پہلو کے متعلق رہنمائی کر دی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں کسی چیز کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جہاں تک پوپ کا تعلق ہے تو میرے خیال میں اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ homosexuality جائز ہے کیونکہ بائبل میں بڑے واضح طور پر لکھا ہے کہ ہم جنس پرستی ناجائز فعل ہے اور بائبل میں قومِ لوط کے متعلق تفصیل سے لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں کس طرح تباہ کر دیئے گئے تھے۔ تو میرے نزدیک یہ چند ایک لوگوں کا مسئلہ ہے جس کی تشہیر کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے لئے قوانین نافذ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جہاں تک برتھ کنٹرول کا تعلق ہے تو اسلام بوقتِ ضرورت اس کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام عورتوں کو ان کے جائز حقوق دیتا ہے۔ انہیں وراثت کے

حقوق دیتا ہے۔انہیں خلع کا حق دیتا ہے اور اس طرح عورتوں کے دیگر حقوق ہیں۔ہمارے مذہب میں تو پہلے سے ہی جدّت ہے اس میں مزید جدّت پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

۞...... **جرنلسٹ نے کہا کہ کیا آپ اپنے آپ کو feminist کہتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم تو ہر ایک کے حقوق ادا کرتے ہیں خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان۔عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر ہیں۔ہم نہ تو feminist ہیں اور نہ ہی عورتوں کے حقوق غصب کرنے والے ہیں۔

آخر پر جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسجد کے اندر جا کر فوٹو کھنچوانا چاہتا ہے۔جس پر ازراہِ شفقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کو تصویر بنانے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

یہ انٹرویو چار بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز سے ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس سیشن میں 16 فیملیز کے 46 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر فیملی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز سویڈن کی درج ذیل جماعتوں سے لمبے سفر طے کرکے آئی تھیں۔ کالمار (Kalmar) سے آنے والی فیملیز 285 کلومیٹر، یان شاپنگ سے آنے والی 292 کلومیٹر اور سٹاک ہوم سے آنے والی فیملیز 612 کلومیٹر کا طویل سفر طے کرکے پہنچی تھیں۔

علاوہ ازیں ناروے سے آنے والے بعض احباب نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔ یہ 600 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے آئے تھے۔

ملک فن لینڈ (Finland) سے آنے والے احباب بھی 1090 کلومیٹر کا سفر طے کرکے آئے تھے۔ یہاں سے آنے والوں نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔

....

واقفین نو بچوں کے ساتھ کلاس

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم آغا بلال خان نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم حمزہ حیات اور سویڈش ترجمہ عزیزم اسامہ سلیم نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم شاذیب احمد چوہدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا عربی زبان میں متن پیش کیا اور اس کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم جاذب احمد چوہدری نے پیش کیا: ’’حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی رات کو سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے لہٰذا سوتے رہو۔ پھر اگر وہ بیدار ہو گیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ طیب النفس اور چست ہو جاتا ہے وگرنہ خبیث النفس اور سُست رہتا ہے۔(صحیح البخاری۔کتاب الجمعۃ)

اس حدیث کا سویڈش زبان میں ترجمہ عزیزم عبدالمالک چوہدری نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم مہر احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام:

لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں

خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم نجیب الرشید نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

’’انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو شناخت کریں اور اُس زندگی سے جو انہیں جہنّم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔

پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 11)

اس اقتباس کا سویڈش ترجمہ عزیزم نعیم طاہر نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم نمیر احمد چوہدری نے ’’سویڈن میں مذہب کی تاریخ‘‘ پر درج ذیل پریزنٹیشن دی:

سویڈن میں vikings کا دور 800ء سے 1000ء تک رہا۔ یہ لوگ مختلف خداؤں کو مانتے تھے، اسی دوران اسلام کا 632ء میں آغاز ہو چکا تھا جو بڑی سرعت سے پھیل رہا تھا، لیکن اس کا اثر یورپ پر ابھی نہیں پڑا تھا، عیسائیت اپنے زور پر تھی لیکن شروع میں عیسائیت کا سویڈن میں نفوذ نہ ہو سکا اور وائیکنگز کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن یہ مزاحمت زیادہ عرصہ نہ چل سکی اور کچھ عرصے کے بعد یہاں پر عیسائیت بھی پھلنے پھولنے لگی اور 1008ء میں سویڈن کے بادشاہ نے بھی عیسائیت کو قبول کر لیا اور عیسائیت باقاعدہ یہاں ملک کا مذہب بن گیا اور قانوناً ہر شہری کے لئے عیسائیت کا قبول کرنا ضروری ہو گیا۔وائیکن بزور طاقت عیسائیت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے، لیکن یہ مخالفت زیادہ دیر نہ چل سکی اور پورے یورپ کی طرح یہاں بھی عیسائیت کو قبول کرنا پڑا۔

یہ دور سویڈن کی تاریخ میں بہت اہم ہے کیونکہ اس طرح سے حکومت اور عیسائیت ایک ہو گئے۔ یہ زمانہ لمبا ہوتا گیا اور عیسائیت زور پکڑتی گئی۔1500ء میں ایک ایسا انقلاب یورپ میں برپا ہوا جس نے سویڈن کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اس میں سب سے اہم کردار مارٹن لوتھر کا تھا۔اس وقت کے بادشاہ نے ریاست اور مذہب کو علیحدہ کر دیا، اس طرح سویڈن ریاست ایک سیکولر ریاست بن گئی۔ اس مشکل سے بچنے کے لئے چرچ نے اپنی شناخت برقرار رکھنے کے لئے عیسائیت کی ایک منفرد تنظیم قائم کی جس کا سویڈن کے ہر شہری کو ممبر بننا ضروری قرار دے دیا گیا۔

1951ء میں ایک قانون کے ذریعہ یہ طے کر لیا گیا کہ ہر شہری کو اس تنظیم کا ممبر بننا ضروری نہ رہا۔اس طرح بنیادی حقوق میں بھی ایک تبدیلی لائی گئی جس کے مطابق ہر شہری اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق رکھتا تھا۔اس قانون کے پاس ہونے کے بعد ہی جماعت احمدیہ کو یہاں داخل ہونے کا موقع مل گیا اور 1976ء میں اپنی پہلی مسجد گوئٹے برگ میں بنانے کی توفیق ملی۔2000ء میں اس مسجد کو وسیع کرنے کا موقع ملا۔ اس مسجد میں تین خلفاء کو نمازیں پڑھانے کا موقع ملا۔

موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ایسے لگتا ہے کہ سویڈش لوگوں کو مذہب سے دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ لوگ اب خدا کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے، اس طرح سے دنیا میں یہ تیسری بڑی ریاست بن گئی ہے جہاں مذہب کو بہت کم مانا جاتا ہے۔

پیارے حضور یہاں مذہب کا خانہ خالی ہے اور انشاء اللہ ان کو مذہب کی ضرورت کا جلد احساس ہوگا۔ حضور انور سے دعا کی درخواست ہے کہ ہم ان لوگوں کو اسلام کا پیغام احسن رنگ میں پہنچا سکیں اور یہ ملک بھی بالآخر اسلام کی گود میں آجائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس presentation میں تصویریں نہیں دکھائی گئیں۔

....

بچوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

بعد ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

۞...... ایک بچے نے سوال کیا کہ **جب ہم کوئی گناہ نہیں کرتے تو ہر وقت استغفار پڑھنے کا کیوں کہا جاتا ہے؟**

اس کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا** کہ استغفار کے معنے بخشش کے ہیں۔استغفار صرف گناہ کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ گناہ سے بچنے کے لئے بھی پڑھتے ہیں، نبی بھی اپنی قوم کے لئے استغفار پڑھتے ہیں اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے بھی استغفار کیا جاتا ہے۔استغفار پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ممکنہ گناہوں سے بچا لیتا ہے۔استغفار گناہوں سے بچنے کے لئے ہی کرتے ہیں۔

۞...... **ایک طفل نے سوال کیا حضور آپ خطبہ کھڑے ہو کر کیوں دیتے ہیں؟**

اس پر **حضور انور نے فرمایا** اس لئے کہ خطبہ کھڑے ہو کر ہی دیا جاتا ہے۔نمازوں کی مختلف حرکات، رکوع، سجدہ وغیرہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کرتے ہیں۔خطبہ کھڑے ہو کر اس لئے دیتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

۞...... ایک بچے نے سوال کیا کہ **قرآن کریم نے Big Bang کے بارہ میں کیا فرمایا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ صرف قرآن کریم نے ہی اس بارہ میں ذکر فرمایا ہے جب کہ کسی اور مذہبی کتاب نے اس بارہ میں کچھ نہیں بتایا۔ یہ ساری کائنات کس طرح بند تھی، کس طرح کائنات کو پھاڑا گیا، جس سے زمین وجود میں آئی۔ big bang اور black hole کے بارہ میں صرف قرآن کریم نے ہی بتایا ہے۔

۞...... **ایک طفل نے سوال کیا کہ اچھے مولوی گندی باتیں کیوں کرتے ہیں؟**

حضور انور نے فرمایا: اچھے مولوی اچھی باتیں ہی کرتے ہیں، جو اچھی باتیں نہیں کرتے وہ اچھے کیسے ہو سکتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اس زمانہ کے مولوی گندے لوگ ہوں گے اور زمین کے نیچے بدترین مخلوق ہو جائیں گے۔

۞...... **ایک طفل نے پوچھا حضور میں چھٹی کلاس میں ہوں، آگے میں کونسی زبان سیکھوں؟** اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جرمن، فرنچ تو کافی لوگ جانتے ہیں تم سپینش پڑھو۔

۞...... **اس سوال کے جواب میں کہ کس عمر سے امامت کروا سکتے ہیں؟** حضور انور نے فرمایا اصل تو یہ ہے جو زیادہ علم قرآن جانتا ہو، بڑی عمر کا ہے تقویٰ میں بڑھا ہوا ہو، وہ پڑھائے اگر گھر میں پڑھانی ہے اور کوئی بڑی عمر کا پڑھانے والا نہیں تو پھر جس کو قرآن زیادہ آتا ہو، خواہ اس کی عمر دس سال ہی ہو وہ پڑھا سکتا ہے۔ اگر مسجد میں سب بڑی عمر والے ہوں اور کرسیوں پر بیٹھنے والے ہوں اور کوئی دوسرا بڑی عمر کا امام نہ ہو تو پھر چھوٹی عمر کا لڑکا بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔

۞...... ایک بچے نے سوال کیا کہ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو خود بھی نیک ہوتے ہیں اور بچوں کی تربیت بھی کرتے ہیں، پھر بھی ان کی اولاد نیک نہیں بنتی، ایسا کیوں ہوتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسا ہو جاتا ہے، حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی خراب ہو گیا تھا۔حضرت نوحؑ نے طوفان کے آجانے پر خدا تعالیٰ سے فریاد کی کہ اس کا وعدہ اس کے اہل کو بچانے کا تھا۔خدا تعالیٰ نے فرمایا وہ نافرمان تھا، اس لئے ڈوب گیا۔ایسے لوگ تمہارے اہل میں سے نہیں ہو سکتے۔ ہر چیز میں exception ہوتی ہے۔فرمایا اب سائنسی تجربات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ promising رزلٹ آگیا ہے تو یہ سو فیصد تو نہیں ہوتا۔ یہ کوئی حساب کا سوال نہیں ہے کہ ایک اور ایک دو ہوتے ہیں۔عمومی طور پر نیک لوگوں کے بچے ٹھیک ہوتے ہیں، لیکن بعض اوقات exceptions بھی ہو جاتی ہیں۔تربیت کرنے والے اچھے ہوں، ان کا نمونہ اچھا ہو، پھر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ باہر لوگ اچھے ہوتے ہیں ان کا دوسروں سے سلوک اچھا ہوتا ہے لیکن جب گھر میں جاتے ہیں تو ان کا رویہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ گھر جا کر لڑائی کرتے ہیں۔صرف ایک نیکی کرنے سے کہ نماز پڑھ لی سب ٹھیک نہیں ہو جاتا۔ ساری نیکیاں اکٹھی ہو جائیں تو پھر یہ تقویٰ ہے، اس تقویٰ کے معیار کے نتیجہ میں تربیت بھی اچھی ہوگی ان کے بچے بھی ٹھیک ہوتے ہیں۔حضرت نوح علیہ السلام نے نیکیاں کی تھیں لیکن وہاں بھی exception آجاتی ہے۔

۞...... **ایک طفل نے سوال کیا کہ ایک سیاسی آدمی نے صرف اس لئے پارٹی چھوڑ دی کہ اس نے ایک عورت کو** سلام نہیں کیا اور ہاتھ نہیں ملایا۔

حضور انور نے فرمایا: کوشش کریں کہ عورتوں سے ہاتھ نہ ملایا جائے، اگر مجبوری کی صورتحال ہو جائے، اور پہلے نہ بتایا گیا ہو، ایسی اچانک صورتحال میں عورت اپنا ہاتھ آگے بڑھا دے تو پھر مجبوری ہے۔حضور نے اپنا طریق بتایا کہ وہ ایسی صورت میں پہلے ہی بتا دیتے ہیں۔ڈنمارک میں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ایک سیاسی عورت نے شاید غلطی سے ہاتھ بڑھا دیا،حضور انور نے فرمایا کہ ایسی صورت میں میں جھک جاتا ہوں، جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں۔اس عورت نے برا منایا جب کہ ایک دوسری ڈینش عورت نے کہا کہ ہرایک کی اپنی اپنی روایات ہوتی ہیں،اس میں کوئی حرج نہیں۔

ایک اخبار والے کو جب انٹرویو دیا تو اس کو بتا دیا گیا کہ اس میں عورت کی اپنی عزت ہے کہ اس سے ہاتھ نہ ملایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ایک طرف پردہ کا حکم ہے، حیا کا حکم ہے، ایک طرف تو اپنی عورتوں کو پردہ کرواتے ہو، پھر کیا تم ان کو کہو گے کہ وہ دوسرے مردوں سے ہاتھ ملاتی رہیں۔ایک طرف تم پردہ کرتے ہو تا کہ حیا قائم رہے، دوسری طرف جب کھلم کھلا ہاتھ ملاتے رہو گے تو حیا جاتی رہے گی۔اسلام کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے۔کسی چھوٹی سے چھوٹی برائی کے کرنے سے بھی اسلام منع کرتا ہے،اس لئے اس سے بچنے کی کوشش کرو۔اگر کوئی مجبوری والی صورت پیدا ہو جاتی ہے جس سے embarrassment ہو جاتی ہے تو ہاتھ ملا لو اور پھر چپکے سے بیٹھ جاؤ۔لیکن یہاں بھی جرأت ہونی چاہیے۔ہم نے خدا کو خوش کرنا ہے۔اگر کوئی اس وجہ سے ہمارے فنکشن پر نہیں آتا تو نہ آئے، ہم نے اصل دین پھیلانا ہے، اس لئے بتانے کے باوجود اگر کوئی برا مانتا ہے اور ناراض ہوتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

❁......ایک بچے نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت **خاتم کے معنی ختم کرنے کے یا آخری نبی کے کرتے** ہیں؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ چونکہ زیادہ لوگ جاہل ہیں اس لئے وہ صحیح معنوں کی طرف نہیں آتے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب دین بگڑ جائے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں آنے والے مسیح کو چار مرتبہ نبی اللہ کہا ہے،اس لئے ہم خاتم کے یہ معنے کرتے ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے، وہی آسکتا ہے جو قرآن کریم کو ماننے والا ہو،آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنے والا ہو۔مسیح اور مہدی کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا یعنی وہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔اس لئے قرآن اور حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے معنے کرنے چاہئیں جو صحیح ہوں، پاکستان، انڈیا، افریقہ میں لاکھوں کے حساب سے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں، وہ سب یہ مان کر ہی احمدی ہوئے ہیں کہ خاتم کے وہی معنی درست ہیں جو ہم کرتے ہیں۔نبی کو ماننے والے آہستہ آہستہ ہی جماعت میں آتے ہیں اور اس طرح جماعت کی تعداد بڑھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں قادیان ایک ایسا گاؤں تھا جہاں کوئی سواری نہیں جاتی تھی،صرف ٹانگے میں بیٹھ کر جاتے تھے،سڑکیں ٹوٹی پھوٹی تھیں،ایسی صورت میں جماعت پھیلی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے وقت میں چار لاکھ ماننے والے ہو گئے تھے۔جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے لیکن یہودیوں نے ان کو قبول نہ کیا،اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے لیکن عام مسلمانوں نے خاتم کے معنے ’’ختم کرنے کے‘‘ کر کے نبوت کا راستہ بند کر لیا اور آپ کو نہ مانا۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہونے دی۔اس لئے ہم وہی معنی کرتے ہیں جو قرآن نے کئے ہیں۔خاتم کی جو تعریف ہم کرتے ہیں وہی صحیح ہے، عیسائیت کو پھیلنے میں تین صدیاں لگیں اور آخر میں ایک رومن بادشاہ کے قبول کرنے پر اس کو ترقی ملی۔ جماعت احمدیہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ تین صدیاں پوری نہیں ہوں گی کہ احمدیت غالب آجائے گی۔ہم آہستہ آہستہ پھیل رہے ہیں،مولویوں کو ٹھیک کرنے کے لئے ہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں تا کہ ان کے غلط عقائد کا ردّ ہو سکے۔تبھی تو آپ کا نام **حکم و عدل** رکھا گیا ہے تا کہ آپ ان بگڑے ہوئے مولویوں کو ٹھیک کر سکیں۔

❁......**ایک طفل نے HumanEvolution کے بارہ میں سوال کیا کہ یہ کس طرح ہوتی ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: Evolution تو ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ ترقی ہو، پہلے انسان غاروں وغیرہ میں رہتے تھے، پھر باہر نکلے، پہلے صرف گوشت کھاتے تھے پھر سبزیاں اگانی شروع کیں اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے موجودہ حالت تک پہنچے ہیں۔ڈارون کی theory کہ انسان پہلے بندر تھا، پھر ترقی کر کے موجودہ حالت کو پہنچا، غلط ہے۔دکھائیں تو سہی کہ وہ کونسا بندر تھا جس سے انسان بنا، اس تھیوری کو بھی سارے سائنسدان نہیں مانتے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا کہ اگر انسان بندر سے بنا تھا تو وہ بندر اب بھی ہونا چاہیے اور وہ دکھایا جانا چاہیے۔ آج آپ لوگ جو Iphone یا Ipad لئے پھرتے ہیں، جن میں ہر قسم کی معلومات ہوتی ہیں یہ بھی تو evolution ہی ہے، جس سے ہر قسم کی معلومات ہر وقت دیکھ سکتے ہو۔

❁......**ایک طفل نے سوال کیا کہ اگر قتل کرنا حرام ہے تو قتل کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟**

حضور انور نے فرمایا: پھر جنگ کرنا کیوں جائز ہے؟ جنگ میں بھی تو قتل ہوتے ہیں، پھر اس کو کیوں جائز قرار دیا۔فرمایا کہ سورۂ حج میں جنگ کی اجازت دی گئی ہے کہ اگر فساد کرنے والوں کو نہ روکا گیا تو کوئی عبادتگاہ محفوظ نہیں رہے گی، یہ ظلم میں بڑھتے چلے جائیں گے۔ایک جرم کے لئے سزائے موت ہوتی ہے تو ساتھ یہ کہہ دیا گیا کہ اگر لواحقین اس کو معاف کرنا چاہیں تو معاف بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن صرف وہی اسے معاف کریں گے جو مقتول کے ورثاء ہیں۔کچھ دے کر معاف کروا لیتے ہیں اور کچھ ویسے معاف کروا لیتے ہیں۔سزا تو اس لئے دی گئی تھی کہ جرائم کو روکا جا سکے۔

ایک دفعہ ایک شخص کو کسی نے قتل کر دیا، جب مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا تو آپ نے مقتول کے رشتہ داروں کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم اسے معاف کرتے ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں اسے قتل کیا جائے۔ پھر جب اسے قتل کی جگہ لے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا انہوں نے کہا کہ نہیں یہ ہمارے رشتہ دار کا قاتل ہے، اسے قتل کی ہی سزا ہو۔ پھر تیسری دفعہ پوچھا، انکار پر اسے سزا مل گئی۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ معاف کر دیتے تو اس کے اپنے گناہ بھی اس کے سر پر ہوتے اور مقتول کے گناہ بھی اس کے سر پر ہوتے۔اسلام میں معاف کرنے کا بھی ارشاد ہے اور سزا کا بھی ہے۔

....

واقفاتِ نَو بچیوں کی کلاس

بعد ازاں واقفات نو کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ مفلحہ رشید نے کی اور عزیزہ نابغہ چوہدری نے اس کا اردو ترجمہ اور عزیزہ فاریہ رحمٰن نے اس کا سویڈش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ امل یحییٰ خان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا عربی متن پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزہ درّشہوار خان نے اس حدیث کا اردو زبان میں اور عزیزہ آمنہ سلیم نے اس کا سویڈش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزہ سلمانہ مبشر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر دنیاداروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔

بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچّی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ 194)

اس کے بعد عزیزہ عافیہ ایمان نے اس اقتباس کا سویڈش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزہ مریم فاتحہ نے درج ذیل نظم خوش الحانی سے پیش کی:

خلافت ہے انعام آسمانی
خلافت ہی نظام معتبر ہے
خلافت سے مقدّر دین کا غلبہ
اسی کے ساتھ ہی فتح و ظفر ہے

اس کے بعد عزیزہ ماریہ چوہدری اور عزیزہ غزالہ چوہدری نے ’’جماعت احمدیہ سویڈن کی تاریخ اور خلفائے احمدیت کے دورہ جات‘‘ کے حوالہ سے درج ذیل پریزنٹیشن دی۔

جماعت احمدیہ سویڈن کی تاریخ اور خلفائے احمدیت کے دورہ جات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 1930ء میں ایک رؤیا میں دکھایا گیا کہ ناروے، سویڈن، فن لینڈ اور ہنگری کے لوگ احمدیت کا انتظار کر رہے ہیں۔

ان آسمانی پیشگوئیوں کو پورا ہونا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 1955ء میں یورپ کے دورے پر لندن تشریف لے گئے تو حضورؓ کو سویڈن کا ایک طالب علم گنار ایرکسون ملا۔ اُس نے حضورؓ سے درخواست کی کہ سویڈن میں احمدیہ مشن ہاؤس کھولا جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر مکرم سید کمال یوسف صاحب کو سکنڈے نیویا کے پہلے مبلغ کے طور پر بھیجا گیا اور گوتھن برگ کو مرکز بنایا گیا۔

1973ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی دفعہ سویڈن تشریف لائے تو حضورؒ نے مکرم سیّد کمال یوسف صاحب کو ارشاد فرمایا کہ گوتھن برگ میں مسجد کی زمین کے حصول کے لئے کوشش کریں۔

26ستمبر 1975ء کا دن وہ تاریخ ساز دن تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے گوتھن برگ میں Tolvskillings gatan کی ایک پہاڑی کے سرے پر مسجد ناصر کا سنگ بنیاد اُس بابرکت اینٹ سے رکھا جو مسجد مبارک قادیان سے لائی گئی تھی۔ اس موقع پر حضورؒ نے فرمایا کہ اس مسجد کے دروازے ان تمام لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے جو خدا تعالیٰ کو واحد مانتے ہیں۔ وہ اس میں خدائے واحد کی عبادت کر سکتے ہیں۔ چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔

خلافتِ رابعہ کے دَور میں جماعت احمدیہ سویڈن کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ چھ سات مرتبہ سویڈن تشریف لائے۔8اگست 1982ء کو پہلی مرتبہ جب حضورؒ تشریف لائے تو حضورؒ نے پہلی مرتبہ مجلس شوریٰ کے انعقاد کے ذریعہ ایک نئے دَور کا سنگ میل رکھا۔

اس کے بعد 1986ء میں تشریف لائے اور پھر 1987ء میں جنوبی سویڈن کے شہر مالمو جو کہ آبادی کے لحاظ سے سویڈن کا تیسرا بڑا شہر ہے اس میں ایک نئے مشن ہاؤس بیت الحمد کا افتتاح فرمایا۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1989ء میں گوتھن برگ، مالمو اور کالمار کا دورہ فرمایا۔

اس کے بعد حضور رحمہ اللہ 1991ء میں بھی تشریف لائے۔ 1993ء میں حضورؒ سویڈن تشریف لائے اور آخری تاریخ ساز دورہ 1997ء کا تھا۔

خلافت خامسہ کا بابرکت دَور شروع ہوا تو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 11 ستمبر 2005ء کو پہلی بار سویڈن تشریف لائے۔ اس مبارک دورہ کے دوران سویڈن میں پہلی بار سکنڈے نیوین جلسہ بھی منعقد ہوا جس میں سویڈن، ناروے، ڈنمارک اور فِن لینڈ کے ممبران نے شرکت کی۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے دونوں روز ایمان افروز خطابات ارشاد فرمائے۔ فیملی ملاقاتیں، تقریب آمین اور وقف نو کلاس بھی ہوئی۔حضور مالمو میں اس جگہ بھی تشریف لائے جہاں آج مسجد تعمیر ہوئی ہے اور مسجد کی تعمیر کے بارے میں ہدایات فرمائیں۔ یہاں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد محمود مکمل ہو چکی ہے۔

مسجد محمود کا سنگ بنیاد 12/اپریل 2014ء کو حضور انور کے نمائندہ مکرم و محترم عبدالماجد طاہر صاحب نے رکھا۔

ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج گیارہ سال کے انتظار کے بعد پھر سے ہم میں موجود ہیں اور آپ نے آج مسجد محمود کا افتتاح فرمایا ہے۔اور یوں آسمانی پیشگوئیوں کے مطابق کہ ’’اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا‘‘ اس کے آثار اب روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔

....

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

بچیوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ چھوٹے بچوں کے سر کے بال کیوں منڈواتے ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ سنت ہے، بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا عقیقہ کرواتے ہیں، لڑکی کے لیے ایک بکرا اور لڑکے کے لئے دو بکرے ذبح کرتے ہیں۔ یہ صدقہ نہیں ہوتا، آپ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ بال کٹواتے ہیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دیتے ہیں۔ بچے کی عمر، صحت اور زندگی کے بابرکت ہونے کے لئے عقیقہ کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کر کے دکھایا کہ اس طرح کرنا چاہیے، اس لیے کرتے ہیں۔

☆ **ایک بچی کے سوال پر کہ کیا یہ سچ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کی شروع سے جوڑیاں بنائی ہوتی ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: شروع سے جوڑیاں بنی ہوتی ہیں یا نہیں اس کا تو پتہ نہیں، بعضوں کی جوڑیاں بنی ہوتی ہیں اور علیحدگیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ جب کسی کا رشتہ ہو جاتا ہے، بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں اللہ نے یہ جوڑی بنائی ہوئی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ہوتا ہے کہ فلاں نے فلاں کی جوڑی بننا ہے، فلاں کا فلاں سے رشتہ ہونا ہے، بعض دفعہ علیحدگیاں بھی ہو جاتی ہیں۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کونسی جوڑی صحیح ہے۔ حضرت زیدؓ کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کزن سے ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروائی تھی، لیکن جب شادی قائم نہ رہ سکی تو طلاق بھی ہوگئی، پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ ان کی نیکی کا اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا ان کی نیکیوں کی وجہ سے ان کا یہ مقام تھا کہ وہ اُمّ المؤمنین میں شمار ہو جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اللہ عالم الغیب ہے، اس کو پتہ ہے کہ کس کے ساتھ کس کا صحیح طرح گذارا ہونا ہے، اس لئے دعا کر کے کوشش کرنی چاہیے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ تم استخارہ کرو تو دعا میں جواب بھی آ جائے۔ استخارے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر بہتر ہے تو ایسا ہو جائے، بعض دفعہ دعاؤں میں کمی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے بعد میں مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں تو یہ ہے کہ کس نے کس کی جوڑی بننا ہے لیکن انسانی غلطیوں کی وجہ سے ان میں بعض دفعہ مشکلیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ مَیں وقفِ نو میں نہیں ہوں لیکن میرا دل چاہتا ہے، مَیں افریقہ جا کر کیسے خدمت کر سکتی ہوں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وقفِ نو نہیں ہو، مَیں کیا کر سکتا ہوں۔ اپنے ابّا امّاں کو کہو کہ انہوں نے کیوں تمہیں وقف نہیں کیا۔ اب اگر وقف کرنا ہے تو کچھ بن کے دکھاؤ، ٹیچر بنو، ڈاکٹر بنو، پھر افریقہ جا کر جماعت کی خدمت کرنا۔ وقفِ نَو تو اب نہیں بن سکتی، وقفِ نَو کا مطلب تو پیدائش سے پہلے ماں باپ کا وقف کرنا ہوتا ہے۔ اب بڑے ہو کر پڑھ لکھ کر، کچھ بن کر، ڈاکٹر بن کے وقف کر دینا۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ شیعہ لوگ جو نوحہ کرتے ہیں کیا اس کو سن سکتے ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ویسے کوئی شیعہ پڑھ رہا ہے یا TV پر آ رہا ہے تو سننے میں تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن ان کی طرح حرکات کرنا منع ہے، پیٹنا منع ہے۔ زیادہ بھی نہ سنا کرو۔ اس کے علاوہ اور بھی اچھی اچھی نظمیں ہیں، قصیدے بھی ہیں، نعتیں بھی ہیں، وہ سنا کرو، زیادہ ہی غمزدہ شعروں کے سننے کا شوق ہے تو ان کو سن سکتی ہو۔

اس پر اس بچی نے پھر کہا کہ مجھے سارے منع کرتے ہیں کہ نہ سنو، کہتے ہیں کہ اگر تم شیعوں کے نوحہ کو سنو گی تو وہ آپ کو میری شکایت کر دیں گے، اس لئے سوچا کہ مَیں خود ہی پوچھ لوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب شکایت کریں گے تو مَیں آپ ہی دیکھ لوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر شیعوں کی طرح پیٹتی نہیں تو سننے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے بعض بڑے بڑے اچھے شعر ہیں ''بھیا کو نہ پائے گی تو گھبرائے گی زینب''۔ یہ بھی ہے۔ اِسی طرح بعض اور اچھے اچھے شعر ہیں سننے میں کیا حرج ہے۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے تھے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی تھی؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اللہ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے تو کچھ علم نہیں ہے، جو میرے کام ہیں تو خود ہی کرتا چلا جا۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ جب دنیا میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے گا تو کیا پوری دنیا میں اَمن ہو جائے گا۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غلبے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بہت بڑی تعداد احمدی ہو جائے گی، لیکن عیسائیت بھی قائم رہے گی، یہودیت بھی قائم رہے گی۔ سورۃ فاتحہ کی دعا 'غیر المغضوب علیھم ولاالضالین، ہم کرتے ہیں۔ بگڑے ہوئے مسلمان بھی ہو سکتا ہے قائم رہیں گے اور دوسرے مذہب بھی ہوں گے، لیکن اکثریت احمدی ہو جائے گی اور اس وقت حالات میں عموماً امن ہو جائے گا۔ لیکن جب قیامت آنی ہے تو پھر دنیا بگڑ جائے گی۔ آخر میں پھر وہی شر والی بات آ جانی ہے۔ قیامت پھر ایسے لوگوں پر آئے گی جو بگڑے ہوں گے۔ امن ہوگا انشاء اللہ، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلے احمدیت کے اندر اپنے اندر تو امن قائم کرو۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ نوجوان بچے یہاں تک کہ سویڈش بچے بھی انتہا پسندی کی طرف جا رہے ہیں، ہم احمدی ان کو کس طرح روک سکتے ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کو بتاؤ کہ جب کسی کے حقوق ادا نہ ہوں گے تو Frustration پیدا ہوگی۔ لوگوں کو ان کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ 2008ء کے Economic Crisis سے پہلے یہ Extremism نہیں تھا۔ ان Crisis کے بعد یہ رجحان پیدا ہوا ہے۔ جب لوگوں کی معاشی ضروریات پوری نہ ہوں گی تو ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ Frustration پیدا ہوئی جس سے Extremist گروپس نے فائدہ اٹھایا اور اپنے مطالب کو پورا کرنے کے لئے کوششیں تیز کر دیں۔ ان لوگوں میں بعض مسلمان ہوئے اور ان extremist گروپس یا داعش کے ساتھ جا ملے۔ اس کا حل یہی ہے کہ ان کو سمجھایا جائے۔ یہی میں کہتا رہتا ہوں۔ تم لوگ اپنا لٹریچر لے کر ان کو بتاؤ کہ امن کے ساتھ رہنے میں ہی فائدہ ہے۔ جو لوگ مسلمان ہو کر ان گروپس میں شامل ہوتے ہیں ان کو اسلام کا پتہ ہی نہیں، ان لوگوں کو گائیڈ کرنے والا کوئی نہیں۔ فرمایا کہ احمدیوں میں سے کوئی نہیں ہوتا۔ شاید کوئی ہوا ہو تو وہ احمدیت سے ہٹ کر ہی ہوگا، احمدیت میں رہ کر نہیں جب کہ احمدیت میں ہر وقت سیدھے راستے کی طرف نوجوانوں کو راہنمائی ملتی رہتی ہے۔ مُلّاؤں نے اسلام کی تعلیم کو اپنے interest میں بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ان لوگوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے بارہ میں بتانا ہوگا۔ مَیں یہ کام ہی کر رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو ایڈریسز میں نے مختلف پارلیمنٹس میں دیئے ہیں کیا ان کو پڑھتی ہو، ان کو آگے لوگوں میں تقسیم بھی کیا کرو۔

☆ **ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ اس کا دل چاہتا ہے کہ ڈاکٹر بن جائے۔ حضور نے فرمایا بن جاؤ، تمہیں کس نے روکا ہے۔ پڑھائی کرو، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔**

☆ **ایک بچی نے کہا کہ وہ یہاں teaching کر رہی ہے، ایک کالج میں پڑھاتی ہے، کیا اسے افریقہ بھیجا جا سکتا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا نہیں، لیکن مجھے افریقہ میں خدمت کرنے کا شوق ہے۔ حضور انور نے فرمایا لکھ کر دے دو۔ اگر کسی واقف زندگی کے ساتھ شادی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ حضور انور نے پوچھا کہ کیا تمہاری شادی کی عمر ہوگئی ہے، اس نے کہا جی حضور۔ حضور انور نے فرمایا پہلے رشتہ کراؤ پھر چلی جاؤ۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ خوشی اور غم کس واقعہ سے ہوا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کیا بتاؤں، بس دعا کیا کرو کہ خوشیاں ہی پہنچتی رہیں۔

☆ **ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ آتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے دو خلفاء کے ناموں کے ساتھ بھی رضی اللہ عنہ آتا ہے، جبکہ تیسرے اور چوتھے خلفاء کے ساتھ رحمہ اللہ آتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو صحابہ ہوتے ہیں، نبی کو اس کی زندگی میں ماننے والے، اس کو دیکھنے والے، اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے، ان کی وفات پر ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ آتا ہے جب کہ بعد میں آنے والوں کے ساتھ رحمہ اللہ یعنی اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ویسے تو رضی اللہ کا مطلب ہے اللہ ان سے راضی ہو۔ اس میں کوئی فرق نہیں، فرق صرف زندگی میں ماننے والے اور بعد میں ماننے والوں کا ہے۔ یہ ایک طریق ہے، ویسے تو سعودی شہزادے جب مرتے ہیں تو ان کے ناموں کے ساتھ بھی رضی اللہ لگا دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باقی دو خلفاء صحابی نہیں تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں دیکھا اس لئے ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ لگایا جاتا ہے۔ یہ ایک طریق چلا آ رہا ہے۔ لیکن اگر رضی اللہ بھی کہہ دیا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ قرآن کریم نے بھی صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا جاتا ہے، نبی کو انہوں نے دیکھا اس کے ساتھ رہے۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ کو پاکستان جانے کی اجازت ملے گی تو کیا آپ ربوہ کو مرکز بنائیں گے یا لندن کو؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے تو کسی نے نہیں روکا ہوا، اجازت تو اب بھی ہے، لیکن میں اگر وہاں جاؤں تو خطبہ نہیں دے سکوں گا اور نہ نمازیں پڑھا سکوں گا، نہ اپنے آپ کو مسلمان کہلا سکوں گا، ایسی حالت میں مَیں جا کے کیا کروں گا۔ پاکستان کے قانون میں خلیفہ کے ہاتھ کو باندھنا ہے تا کہ وہ کچھ نہ کر سکے، اس لئے وہاں نہیں جاتے۔

ہاں یہ کہو جب پاکستان کے حالات ٹھیک ہوں، خلیفۂ وقت وہاں جا سکتا ہو، آزادی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو وہاں ادا کر سکے گا تو ضرور جائے گا، ربوہ کی مرکزی حیثیت تو قائم ہے، قادیان کی حیثیت بھی ہے، ہو سکتا ہے کہ وہاں جائیں، لیکن زمانہ ایسا چل رہا ہے، جو سہولیات یورپ میں ہیں، جب وہ قادیان یا ربوہ میں پیدا ہو جائیں گی تو وہاں ضرور جائیں گے۔ عموماً ایک دفعہ ہجرت ہو جائے تو پھر ہجرت ہی رہتی ہے۔ اُس وقت جو بھی خلیفہ ہوگا وہ دیکھے گا، وہ چند مہینوں کے لئے ہی وہاں رہے گا۔ جب موقع آئے گا تو دیکھا جائے گا۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے تو سؤر کو پیدا کرنے میں کیا فائدہ ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا وہ بھی کسی فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے، ہم کو اس کا پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تو پتہ ہے۔ اس کی بہت ساری چیزیں میڈیکل ریسرچ میں کام آ سکتی ہیں۔ آج کل ریسرچ میں سؤر کے اعضاء بھی استعمال ہو رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم نے سانپ کے متعلق نہیں پوچھا۔ سؤر کھانا اس کی حرکتوں کی وجہ سے، عادتوں کی وجہ سے حرام ہے۔ ہر جانور کی خصوصیات ہیں۔ اس کے دل پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انٹرنیٹ سے یہ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

واقفات نَو اور بچیوں کی یہ کلاس نو بج کر 30 منٹ تک جاری رہی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

14 مئی 2016ء بروز ہفتہ

صبح چار بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

مسجد محمود مالمو سویڈن کے افتتاح کے حوالہ سے تقریب کا انعقاد

آج دوپہر ''مسجد محمود'' کے افتتاح کے حوالہ سے مسجد کے ایک ہال میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں بڑی تعداد میں مقامی سویڈش مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

آج کی اس تقریب میں 140 سے زائد سویڈش مہمان شامل تھے۔

ان مہمانوں میں Kent Andersson میئر مالمو سٹی، Mr. Jonas Otterbeck پروفیسر Lund یونیورسٹی، Catarina Kinnvall پروفیسر پولیٹیکل سائنس Lund یونیورسٹی، Hillevi Larsson ممبر آف پارلیمنٹ، Stefan Sinteus پولیس چیف مالمو سٹی، سویڈش چرچ کے نمائندہ Anders Ekhem، Mr. Rickard Lagervall پروفیسر Lund یونیورسٹی، Mr. Jonas Alwall پروفیسر تھیالوجی مالمو یونیورسٹی، Mujo

Mr. Halilovic پروفیسر سوشل سائنس مالمو یونیورسٹی اور Torbjorn Tegnhammar ڈپٹی میئر مالموسٹی (Malmo City) اور اس کے علاوہ ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل یہ سبھی مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ان مہمانوں کے علاوہ مختلف ممالک سے آنے والے جماعتی عہدیداران اور مہمان بھی اس تقریب میں شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق سوا گیارہ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مصعب رشید (طالبعلم جامعہ احمدیہ یوکے) نے کی اور مکرم محمد داؤد خان صاحب صدر جماعت مالمو نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم مامون الرشید صاحب امیر جماعت سویڈن نے اپنا استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔

بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز

اس کے بعد گیسٹ سپیکرز (Guest Speakers) Mr. Kent Andersson میئر مالموسٹی اور پروفیسر Jonas Otterbeck نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔

۞...... **سب سے پہلے مالمو شہر کے میئر Kent Andersson نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف 2010ء سے مالمو کے میئر کے طور پر کام کررہے ہیں۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:**

مَیں حضورانور، جماعت احمدیہ مالمو اور تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج اور کل کے دن مالمو کے لئے بہت یادگار تھے۔ اس مسجد کے افتتاح کے ذریعہ بعض چیزوں کا اختتام ہوا اور بعض چیزوں کا آغاز ہوا۔ اختتام اس صورت میں کہ اس مسجد کی تعمیر کے ذریعہ سے معاشرہ میں اتحاد اور یکجہتی کے قیام کا خواب پایۂ تکمیل تک پہنچا اور ایک لمبا سفر جس میں بہت سوں نے انتھک محنت کی اور مَیں بھی اس کا شاہد ہوں اپنے اختتام کو پہنچا۔ اور دوسری طرف آغاز اس صورت میں کہ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ مالمو میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس نئی مسجد کے ذریعہ جماعت احمدیہ اس مسجد میں اب وہ کام بھی کر سکے گی جو اپنی پرانی جگہ نہیں کر پاتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مسجد کی تعمیر آپ لوگوں کے لئے ایک بڑی تبدیلی ہے۔

موصوف نے کہا: تبدیلی کی بات ہوئی ہے تو میں آپ کو مالمو کے اندر ہونے والی تبدیلیوں کے بارہ میں بھی مختصراً بتاتا چلوں جو گزشتہ سالوں بلکہ گزشتہ دہائیوں میں رُونما ہوئی ہیں۔ مالمو ایک روایتی انڈسٹریل شہر سے مکمل طور پر تبدیل ہو کر ایک بڑا معاشی شہر بن گیا ہے جس میں بڑی بڑی فیکٹریوں کی جگہ اب چھوٹے اور درمیانے کاروباروں نے لے لی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کاروباری معاشرہ تبدیل ہو چکا ہے۔ آج سے تیس پینتیس برس قبل یہاں ویسٹرن ہاربر (Western Harbour) میں بحری جہاز بنانے کی صرف ایک کمپنی ہوا کرتی تھی جو کہ ماحول کو آلودہ کرتی تھی۔ لیکن آج Western Harbour کا شمار دنیا کے مستحکم ترین شہروں میں ہوتا ہے جو کہ بحری جہاز بنانے والی کمپنی کی نسبت کہیں زیادہ لوگوں کو نوکریاں فراہم کرتا ہے۔ اب یہاں 200 سے زیادہ مختلف کمپنیاں قائم ہیں۔ پھر آبادی کے اعداد و شمار کے لحاظ سے بھی ہمارے ہاں بڑی تبدیلی آئی ہے۔ گزشتہ دہائی کے دوران مالمو میں 96 فیصد لوگ مقامی باشندے تھے اور باقیوں میں سے تقریباً نصف کا تعلق سکنڈے نیوین ممالک سے تھا۔ یعنی مالمو میں تقریباً ایک ہی نسل بستی تھی۔ جبکہ آج اس شہر میں مختلف ثقافتوں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔ آج اس شہر کے مکینوں میں ایک تہائی ایسے ہیں جو مالمو سے باہر پیدا ہوئے ہیں۔ شماریات کے مطابق ان میں سے 40 فیصد ایسے ہیں جن کا تعلق بیرونی ممالک سے ہے۔ مالمو میں اس وقت 19 سال سے کم عمر بچوں میں پچاس فیصد سے زائد سویڈش کے علاوہ کوئی دوسری زبان بھی جانتے ہیں اور ان کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک سویڈش نہیں ہے۔ پس مالمو میں 179 قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں جن میں بڑی کمیونیٹیز بھی شامل ہیں اور چھوٹی بھی اور ان کی زبانیں باقی دنیا کی نمائندگی کرتی ہیں۔ پس ایک شہر جس نے اس قدر تبدیلی دیکھی ہے اس کے بعض مسائل بھی ہیں۔ یقیناً ہم سب کو مالمو کے ماحول، معاشیات اور دیگر شعبوں کے استحکام کے لئے سخت محنت کرنا ہوگی۔ اور سب سے بڑھ کر معاشرے کا استحکام اور دوسروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی روک تھام ضروری ہے۔ ذہنی سکون اور اس شہر اور معاشرے کے سکون کے لئے ہمیں عدل و انصاف کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے انسانی حقوق کا دفاع کرنا ہوگا۔

موصوف نے کہا: مَیں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی امن کے لئے کی جانے والی کوششوں اور ان کے دنیا بھر کے سفروں سے آگاہ ہوں اور میں ان کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے اس مشن کے لئے جس قدر ولولہ اور جوش کا اظہار کیا ہے اس سے مَیں بہت متأثر ہوں۔ مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی اس مسجد کے افتتاح کے تاریخی موقع پر یہاں موجودگی کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔ جس کے لئے میں خلیفہ کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔

۞...... **بعد ازاں Lund یونیورسٹی کے ایک پروفیسر Mr Jonas Otterbeck نے اپنے ایڈریس میں کہا:**

بہت بہت شکریہ۔ مجھے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں یہاں موجود ہوں اور مجھے ایک بار پھر خلیفہ سے ملاقات کرنے کا موقع مل رہا ہے جن سے مَیں کچھ عرصہ قبل لندن میں بھی مل چکا ہوں۔ میں نے ایک انسانی حقوق رپورٹ میں حصہ لیا تھا جو پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے بارہ میں تھی۔ اس کا نام 'A Beleaguered Community: On the rising persecution of the Ahmadiyya Muslim Community' رکھا گیا تھا۔ جب میں پاکستان ربوہ گیا تو وہاں مجھے جو بات سب سے زیادہ نظر آئی وہ اس شہر کا محاصرہ تھا۔ میرے خیال میں یہ محاصرہ ایک ظاہری محاصرہ نہیں بلکہ ایک نفسیاتی محاصرہ بھی تھا۔ خاردار تاروں اور سیکیورٹی گارڈز کے ساتھ کیا جانے والا یہ محاصرہ ان بااثر مُلّاؤں کے ممکنہ حملوں سے بچنے کے لئے تھا جو اس شہر کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں اور مسلسل احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز پراپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اور تو اور یہ ایک آئینی محاصرہ بھی تھا جس کے ذریعہ روز احمدیوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اور حکومت، قانونی ادارے، پولیس، میڈیا اور سیاستدان جنہیں اقلیتوں کی حفاظت کرنی چاہئے وہی جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف ختمِ نبوت کی شدّت پسند تحریک صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ جنوبی ایشیا، مشرقِ وسطیٰ اور برطانیہ جیسے ممالک میں بھی جماعت کے خلاف عمل پیرا ہے اور ان ملکوں میں احمدیوں پر ہونے والے حملوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ پس آج میں یہی کہنا چاہوں گا کہ جماعت احمدیہ نے ہمیشہ شدت پسندی اور اس سے پیدا ہونے والی ہر برائی کا مقابلہ کیا ہے۔ خواہ اس کا تعلق یورپ کے انتہائی دائیں ہاتھ کی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ساتھ ہے یا اُن شدت پسندوں کے ساتھ جو یورپ کی نوجوان نسل کو اسلام کے نام پر بہکا کر ان سے گھناؤنے کام کرواتے ہیں۔ پس یہ نہایت ضروری امر ہے کہ ہم یورپ میں اور دنیا کے دیگر خطوں میں ہر سطح پر بشمول سکول، معاشرہ، قانون اور سیاست کے میدانوں میں شدّت پسندی کا مقابلہ کریں اور ایسے معاشرے کے لئے کام کریں جو اپنے اندر ہر قسم کے لوگوں کو سمو سکے۔ اور ان لوگوں کے خلاف کام کریں جو ملکوں کی سرحدیں بند کر دینا چاہتے ہیں اور فتنہ اور نفرت پھیلانا چاہتے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کا یہ پیغام کہ محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں ایک جمہوریت کا پیغام ہے، تعلیم پھیلانے کا پیغام ہے، عدل و انصاف مہیا کرنے کا پیغام ہے اور مذہبی و غیر مذہبی آزادی فراہم کرنے کا پیغام ہے۔ آخر پر مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد گیارہ بجکر چالیس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سب سے پہلے تو اس موقع پر مَیں دلی طور پر اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مالمو میں ہماری نئی مسجد کے افتتاح کی دعوت قبول کی۔ آپ میں سے اکثر جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے، اس لئے آپ لوگوں کی ایک اسلامی تقریب میں شمولیت یہ ثابت کرتی ہے کہ آپ کھلے دل کے مالک اور رواداری کے حامل لوگ ہیں۔ چنانچہ آپ ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے جو اس وقت یہاں موجود ہیں بعض ایسے بھی ہوں گے جو اپنے دلوں میں مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے بعض خدشات اور تحفظات رکھتے ہوں اور شاید ہماری مسجد کے حوالہ سے شاکی بھی ہوں۔ خاص کر وہ لوگ جن کا مسلمانوں کے ساتھ بہت کم یا پھر بالکل بھی رابطہ نہیں ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتے ہوں گے کہ یورپ میں یا ترقی یافتہ ملکوں میں مسجدیں بننی ہی نہیں چاہئیں۔ وہ شاید مسجدوں کو اپنی قوموں کے لئے عدم استحکام اور دشمنیوں میں اضافہ کا باعث سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شاید ایسے لوگوں کے تحفظات کسی حد تک بجا بھی ہوں کیونکہ بعض نام نہاد مسلمان مسجدوں کو اپنے گھناؤنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ شدّت پسندی اور انتہا پسندی کو فروغ دے رہے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے تو میں اپنے تمام مہمانوں اور اس شہر کے لوگوں کو اس بات کی یقین دہانی کروا دوں کہ اس مسجد سے خوفزدہ ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقی مسلمان اور حقیقی مساجد معاشرے میں نفرت اور کینہ پھیلانے کی بجائے صرف اور صرف پیار، محبت اور اخوت ہی پھیلاتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے اگر کوئی حقیقی مسلمان کے ساتھ ملے تو اسے اس کی طرف سے صرف سلامتی ہی ملنی چاہئے۔ اسی طرح جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے سکون اور اطمینان ہی ملنا چاہئے۔ اگر اس کے برعکس ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس مسجد کو آباد کرنے والے حقیقی مسلمان نہیں ہیں اور وہ حقیقی اسلامی تعلیمات کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ یا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ مسجد نیک ارادوں کے ساتھ نہیں بنائی گئی یا اپنے حقیقی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے نہیں بنائی گئی۔ ایسی مساجد جہاں سے شر پھیلتا ہو ان کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ایک واقعہ کا ذکر ملتا ہے جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد منہدم کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ کیونکہ یہ مسجد ایک امن کی جگہ کے طور پر نہیں بنائی گئی تھی بلکہ فتنہ اور فساد پھیلانے کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔ اس مسجد کو بنانے والے منافقین تھے جو اس علاقہ اور اس معاشرے کے مسلمانوں کے بیچ اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے۔ پس قرآن اس کے متعلق بڑی وضاحت کے ساتھ کہتا ہے کہ ایسی مساجد جو برے ارادے لے کر تعمیر ہوئی ہوں انہیں مسمار کر دیا جائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مزید یہ کہ ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان علیہ السلام قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ ہم انہیں اس زمانہ کا مصلح مانتے ہیں جسے خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کا مسیح اور مہدی یعنی ہدایت یافتہ کہا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ آپ علیہ السلام کو دو مقاصد کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ ایک یہ کہ بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کی عبودیت میں جمع کیا جائے اور دوسرا یہ کہ بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ آپ علیہ السلام کو تمام دنیا کے لئے ایک امن کے ذریعہ کے طور پر بھیجا گیا تھا۔ اس لئے آپ علیہ السلام کے پیروکار بھی وہ لوگ ہیں جو معاشرے میں پیار اور محبت کی راہیں استوار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی 127 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہم ہمیشہ اسی بات کی تبلیغ کرتے ہیں جس پر ہم خود عمل پیرا ہوں۔ ہمارے کوئی دنیوی یا سیاسی مقاصد نہیں ہیں بلکہ ہمارا پیغام امن، پیار اور باہمی برداشت کا پیغام ہے۔ ہمارے مقاصد تو سراسر روحانی مقاصد ہیں۔ ہم تو خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور بنی نوع انسان کے دکھ درد کا خاتمہ چاہتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل اسلام کی مخالفت میں بہت کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے اور اسلام کو ایک انتہا پسند اور متشدد مذہب بنا دیا گیا ہے۔ گو کہ ہم اسلام کی اس صورت کو ہرگز برحق نہیں سمجھتے مگر یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ بعض نام نہاد مسلمانوں کے گھناؤنے اعمال نے مخالفینِ اسلام کو اسلام پر اس قسم کے غلط اعتراضات کرنے کا لائسنس جاری کر دیا ہے۔ بہرحال ایک احمدی مسلمان ہونے کے ناطے جب میں حالاتِ حاضرہ کا جائزہ لیتا ہوں تو میں مایوسی کا شکار نہیں ہوتا بلکہ یہ حالات اسلام کی صداقت پر میرے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔ کیونکہ چودہ سو سال پہلے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات بگڑ جائیں گی اور اس کی اصل تعلیمات کو بھلا دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس روحانی تاریکی کے دور میں اللہ تعالیٰ حقیقی اسلامی

تعلیمات کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے مسیح موعود کو بھیجے گا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہم اپنی جماعت کے بانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے روحانی شمع کے ذریعہ اسلام کی عظیم الشان اور ابدی تعلیمات کو ایک دائمی روشنی سے منور فرما دیا۔ آپ علیہ السلام نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں مسجد کا اصل مقصد بیان فرما دیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس جماعت احمدیہ مسلمہ جہاں کہیں اور جب کبھی بھی مسجد تعمیر کرتی ہے تو وہ ایک امن کا گھر ہوتا ہے جہاں قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیمات کی روشنی میں لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے واضح رہے کہ ہماری مساجد کے دروازے ان تمام امن پسند لوگوں کے لئے کھلے ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور جو امن، پیار اور یگانگت جیسی اقدار پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب جیسا کہ یہ مسجد بنی ہے جس کا نام 'مسجد محمود' یعنی 'ایسی مسجد جو تعریف کے لائق ہے' رکھا گیا ہے اس لئے مقامی جماعت کا اوّلین فرض ہے کہ ان کی زندگی کا ہر پہلو اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیمات کی عکاسی کرنے والا ہو۔ جہاں وہ ایک طرف اس مسجد میں ہر روز خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے داخل ہوں وہاں وہ اس مسجد میں یہ دلی آرزو اور عزم لے کر بھی داخل ہوں کہ انہوں نے اس معاشرے کی خدمت کرنی ہے جس میں وہ رہتے ہیں۔ ان کے کردار سے اپنے ہمسایوں اور وسیع تر معاشرے کے لئے امن، رحمدلی اور خیر خواہی کا اظہار ہونا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ بڑا واضح ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کی سورۃ یونس کی آیت 26 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔"

عربی میں امن کے لئے 'سلام' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس ایک لفظ کے کئی معانی اور مفاہیم ہیں۔ اس کا مطلب حفاظت اور سلامتی کا بھی ہے۔ اس کا مطلب ہر قسم کی برائی اور شر سے محفوظ رہنے کا بھی ہے۔ اس کا مطلب امن اور فرمانبرداری بھی ہے۔ درحقیقت 'سلام' خدا تعالیٰ کی صفت بھی ہے یعنی وہ ذات امن اور سکون کا منبع ہے اور مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کی صفات اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ امن اور خوشحالی کا چشمہ ہے تو مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں امن، تحفظ اور سلامتی فراہم کریں۔ مزید یہ کہ مسجد کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو نماز پڑھنے کے لئے جگہ فراہم کرنا ہے اور عربی میں نماز کو 'صلوٰۃ' کہتے ہیں جس کا مطلب شفقت، پیار اور رحمدلی کا ہے۔ یعنی وہ مسلمان جو خلوصِ نیت کے ساتھ نمازیں ادا کرتا ہے وہ ایک ایسا شخص ہے جو مہربان، دوسروں کا خیال رکھنے والا اور رحمدل ہے۔ اور وہ ہر قسم کی غیر اخلاقی اور غیر قانونی حرکت اور ہر قسم کی برائی سے دُور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک حقیقی عابد وہی ہے جس کے قدم تقویٰ کی راہ سے کبھی نہیں ڈگمگاتے اور جو اپنی پوری قابلیت کے ساتھ معاشرے کی خدمت کرتا ہے۔ مختصراً یہ کہ حقیقی مسلمان وہی ہے جو اپنے ماحول کے لئے محبت اور رحمدلی کا اظہار کرنے والا ہو اور ایک حقیقی مسجد وہی ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے امن اور سلامتی کا مرکز ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کا ایک اور زرّیں اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہمسائے کے حقوق ادا کرنے اور بوقتِ ضرورت ان کی مدد کرنے اور ان کی خدمت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ درحقیقت بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہمسایوں کے حقوق کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسایوں کو وراثت کے حقوق بھی دے دے۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت 37 میں فرماتا ہے کہ: "اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ بہت احسان کرو اور نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو ان کے ساتھ بھی۔ اور جو متکبر اور اترانے والے ہوں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔"

جب ہم اس آیت کو پڑھتے ہیں اور اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے بنی نوع انسان کے حقوق پر کس قدر زور دیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم قرار دے دیا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے والدین، خاندان اور دوستوں سے لے کر غریبوں، ضرورتمندوں، یتیموں اور معاشرے کے سارے مساکین تک تمام بنی نوع انسان خواہ ان کا تعلق کسی بھی نسل، قوم یا ذات سے ہو، کی خدمت کرنا مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ہمسایہ کی خدمت کرنا مسلمان پر فرض ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمسائیگی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہمسائے میں صرف وہ لوگ شامل نہیں جو آپ کے ساتھ رہتے ہوں بلکہ اس میں آپ کے ساتھ کام کرنے والوں سے لے کر آپ کے ساتھ سفر کرنے والوں تک تمام لوگ شامل ہیں۔ پس اسلام کے نزدیک پیار کے دائرہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے یا معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلانے کا باعث بنے۔ درحقیقت یہ ناممکن ہے کیونکہ ایک شخص تب ہی حقیقی مسلمان کہلا سکتا ہے جب وہ دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً موجودہ حالات کے پیشِ نظر یہ قابلِ فہم ہے کہ آپ میں سے بعض لوگ اور بالخصوص اس مسجد کے ہمسائے جو براہِ راست مسجد کی وجہ سے متأثر ہوں گے شاید اس مسجد کے متعلق خدشات رکھتے ہوں۔ جس چیز کے متعلق آپ کو علم نہ ہو اس سے خوفزدہ ہونا ایک طبعی امر ہے۔ اس لئے اس مسجد کے ہمسائے شاید پریشان ہوں کہ اس نئی مسجد کے افتتاح کے ساتھ ممکن ہے ان کے شہر کا امن خراب ہوجائے۔ تاہم اس اسلام کی بنیاد پر جس کو میں جانتا اور جس پر میں عمل پیرا ہوں میں آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ یہ مسجد امن کا چشمہ ثابت ہوگی جس سے ہمیشہ پیار اور محبت ہی پھوٹے گا۔ انشاء اللہ۔ آپ خود دیکھیں گے کہ اس علاقہ میں رہنے والے احمدی مسلمان امن، پیار اور باہمی احترام کو فروغ دیں گے اور پہلے سے بڑھ کر اپنے ہمسایوں کی خدمت کریں گے کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جن کا مطالبہ ان کا مذہب ان سے کرتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ وہ بے لوث اور اعلیٰ تعلیمات ہیں جن کی جماعت احمدیہ نہ صرف تبلیغ کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دنیا کے ہر حصہ میں ان پر عمل پیرا ہے۔ ہم دنیا بھر میں ہزاروں مساجد تعمیر کر چکے ہیں اور ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ لوگ جب ہماری جماعت کو جاننا شروع ہوجاتے ہیں تو جلد ہی ان کے خوف دور ہوجاتے ہیں اور وہ ہمیں معاشرے کا اہم جزو سمجھ کر خوش آمدید کہتے ہیں اور ہماری قدر کرنے لگ جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ شروع کا خوف جلد ہی ختم ہوجائے گا اور اس مسجد سے ہر سمت گونجنے والا امن کا پیغام ہمارے ہمسایوں کی آنکھوں کا تارا بن جائے گا۔ مقامی لوگ دیکھیں گے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ صرف اپنی مذہبی تبلیغ اور مسجدیں بنانے میں ہی نہیں لگی ہوئی بلکہ تکلیف میں مبتلا لوگوں کے درد دور کرنے کے لئے بھی کوشاں ہے اور ان لوگوں کو بھی امید دیتی ہے جو بالکل بے امید ہو چکے تھے۔ ہم مساجد کے ذریعہ معاشرے کے مساکین اور غرباء کو بہتر مستقبل فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی کوششوں کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ نے دنیا کے دور دراز علاقوں میں سکول اور ہسپتال تعمیر کئے ہیں جو دنیا کے محروم ترین طبقہ کو ان کے رنگ و نسل اور مذہب سے بالا ہو کر طبی سہولیات اور تعلیم مہیا کرتے ہیں۔ انہی امدادی کاموں میں ہم اُن لوگوں کو جو انتہائی دل شکستہ اور مایوس کن حالات میں رہ رہے ہیں واٹر پمپ لگا کر پینے کا صاف پانی مہیا کر رہے ہیں۔ یہاں مغرب میں رہ کر جہاں ہمارے نلوں سے مسلسل پانی بہتا ہے پانی کی قدر کرنا بہت مشکل کام ہے۔ جب آپ افریقہ کے انتہائی دُور دراز علاقوں میں جا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ کس طرح چھوٹے چھوٹے بچے روزانہ کئی کئی کلومیٹر پیدل چل کر اپنے سروں پر پانی کے مٹکے رکھ کر اپنے گھروں میں لے کر آتے ہیں تو تب آپ کو پانی جیسی نعمت کا اندازہ ہوگا۔ اور جس پانی کو لے کر آنے کے لئے وہ اتنی محنت کرتے ہیں وہ شاید ہی صاف ہوتا ہو اور بالعموم غلیظ ہی ہوتا ہے جو کئی قسم کی بیماریوں کا موجب بنتا ہے۔ پس احمدی مسلمان اپنی مذہبی تعلیمات کی وجہ سے ایسے لوگوں کی مدد کرنے اور انہیں آرام پہنچانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں کے عقائد، مذہب اور ان کے بیک گراؤنڈ سے بالا ہو کر تمام ضرورتمندوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں بھی ہم مسجد تعمیر کرتے ہیں ہم وہاں کے معاشرے اور اردگرد بسنے والے لوگوں کی امداد کے لئے مثبت کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس اس شہر کے لوگوں کو اور تمام سویڈش لوگوں کو مَیں ایک مرتبہ پھر یقین دلاتا ہوں کہ یہ مسجد انشاء اللہ العزیز پیار، محبت اور اخوت کا مرکز ثابت ہوگی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں یہاں رہنے والے احمدی مسلمانوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروانا چاہتا ہوں جن میں اب مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ جہاں ایک دوسرے کے لئے آپ کی محبت میں اضافہ ہو وہاں اسلام کی خوبصورت تعلیمات کا حقیقی سفیر بننا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ یہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے اچھے کردار اور نمونہ کے ذریعہ سے ان تمام خوف اور خدشات کو زائل کرے جو لوگ اسلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ مجھے مکمل بھروسہ ہے کہ احمدی مسلمان میرے الفاظ پر توجہ دیں گے اور مقامی لوگوں کو بتائیں گے کہ اسلام کس چیز کی نمائندگی کرتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا اس وقت بڑے مشکل دور سے گزر رہی ہے جہاں فتنہ و فساد اور تنازعات دنیا کے اکثر حصہ میں جڑ پکڑ چکے ہیں۔ اس کا واحد حل اور علاج یہی ہے کہ ایک بڑے فائدے کی خاطر ذاتی مفادات کو ایک طرف کر دیا جائے۔ تلخ اختلافات کو دور کرنے کے لئے جن کی وجہ سے کئی قومیں توڑ پھوڑ کا شکار ہو چکی ہیں محبت اور یگانگت کی روح قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ دورِ حاضر کے مسائل چھوٹے پیمانہ کے نہیں ہیں بلکہ کئی ممالک اس جنگ اور ظلم و ستم کے گھیرے میں آچکے ہیں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس عدم استحکام اور تنازعات کا مرکز بعض مسلمان ممالک بنے ہوئے ہیں جن کی حکومتیں اپنے لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں اور نتیجتاً بعض شدّت پسند باغیوں اور دہشتگرد گروپوں نے ایسا ردِعمل دکھایا ہے کہ ان کا خستہ حال معاشرہ مزید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا ہے۔ دورِ حاضر میں ہر قوم اور مذہب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ان کی بقا ایک دوسرے پر منحصر ہے۔ مسلمان ممالک کے تنازعات پہلے ہی کافی پھیل چکے ہیں۔ عرب ممالک میں ہونے والی جنگوں اور ظلم و ستم کے نتیجہ میں ہم یہاں مغرب میں بھی ایک انتشار اور بے یقینی کی سی صورتحال اور باہمی اختلافات میں اضافہ ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ بعض انتہا پسند گروہ یورپ میں بھی داخل ہو چکے ہیں اور ان کے ممبران ملکوں میں رہ رہے ہیں اور اس خطہ کے امن اور سلامتی کے لئے سنگین خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ پس ہم سب جو امن کے خواہاں ہیں ہم سب کو ان تاریک طاقتوں کے مقابل پر جو پھوٹ ڈالنا چاہتی ہیں متحد ہو کر کھڑا ہونا ہوگا۔ ہمیں قیامِ امن کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی تاکہ ہم اپنی نسلوں کو شکست و ریخت اور درد و الم میں مبتلا دنیا کا وارث بنا کر نہ جائیں بلکہ ہمیں اس بات کی یقین دہانی کرنی ہوگی کہ ہم اپنے پیچھے اعلیٰ مثال قائم کر کے جائیں اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک پُرامن اور خوشحال دنیا چھوڑ کر جائیں۔ یہ صرف اسی صورت ممکن ہوگا جب بنی نوع انسان اپنے خالقِ حقیقی کو پہچاننے اور خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کرنے والی بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی قابلیت عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان الفاظ کے ساتھ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا

یہاں ہمارے ساتھ شامل ہونے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔ شکریہ۔

....

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس میں تمام حاضرین اپنے اپنے طریق پر شامل ہوئے۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد پروگرام کے مطابق تمام مہمانوں نے حضورانور کی معیت میں کھانا کھایا۔ اس دوران مختلف مہمان باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس آتے اور ملاقات کی سعادت حاصل کرتے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مہمانوں کے ساتھ گفتگو فرمائی اور بہت سے مہمانوں نے درخواست کرکے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کا بھی شرف حاصل کیا۔

یہ پروگرام ایک بجکر 35 منٹ تک جاری رہا۔

دو بجکر دس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لاکر نمازِ ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

....

مہمانوں کے تأثرات

آج کی اس تقریب میں شامل مہمانوں پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب نے گہرا اثر چھوڑا۔ بہت سے مہمانوں نے برملا اپنے جذبات، خیالات اور تأثرات کا اظہار کیا۔ ان میں سے چند مہمانوں کے تأثرات ذیل میں درج ہیں:

❁......مالمو (Malmo) میں مسجد محمود کے افتتاح کے حوالہ سے اس تقریب میں 140 سے زائد سویڈش مہمان شامل تھے۔

❁......ان مہمانوں میں ممبرانِ پارلیمنٹ، مالموسٹی کے میئر، پولیس چیف، سویڈش چرچ کے نمائندے، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور زندگی کے دیگر مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے مہمان بھی شامل تھے۔

❁......**ایک خاتون Mrs Hillevi Jonsson جو مالمو میں کرسچن Priest ہیں اور وہاں ہسپتال میں کام کرتی ہیں وہ بھی اس تقریب میں شامل تھیں۔ موصوفہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضورانور نے اپنے خطاب میں نہایت اہم موضوعات اور مضامین پر بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ یہاں مالمو میں اور یورپ میں لوگ مسلمانوں سے اور مسجدوں سے خوفزدہ ہیں۔ خلیفۃ المسیح نے امن کے متعلق اور اس حوالہ سے لوگوں کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بڑی اہم باتیں بیان کیں۔ میں خلیفہ کے خطاب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔

موصوفہ نے کہا: خلیفہ نے ہمیں ایک مسجد کے مقاصد کے بارہ میں بتایا اور مَیں امید کرتی ہوں کہ وہ دوسروں کو ان مقاصد کے بارہ میں قائل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، یقیناً انہوں نے مجھے تو قائل کر لیا ہے۔ یہ مسجد کے مقاصد کا موضوع بہت ضروری تھا اور اُن کا ہر لفظ بامعنی اور گہرا تھا۔ یہ تقریر دورِ حاضر کے لئے اور اس ملک کے لئے بہت زیادہ ضروری تھی۔ خلیفہ نے پیغام دیا کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے خوف نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے اور ایک دوسرے کے خیالات بانٹنے چاہئیں۔

موصوفہ نے کہا: حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ کی تقریر نے مجھے ہلا دیا ہے۔ میں بہت جذباتی ہوں کیونکہ آج میں نے ایک مسلمان سربراہ کو صرف امن کے بارہ میں بولتے سنا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اسلام انسانیت کی خدمت کا مذہب ہے۔ اُن کے یہ الفاظ پیار سے بھرے

ہوئے تھے اور مجھے ان الفاظ نے امید سے بھر دیا ہے۔ میں امید رکھتی ہوں کہ اس مسجد کا افتتاح مالمو کے لئے ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ اور میرے خیال میں مختلف طبقہ ہائے فکر اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کا ایک جگہ جمع ہونا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اُن کی تقریر کا بہترین حصہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ انسانیت کو اپنے خالق کو پہچاننا ہوگا اور خدا پر پختہ یقین رکھنا چاہئے، یہی میرا بھی نظریہ ہے۔ اس تقریب میں شمولیت میرے لئے بڑے اعزاز کی بات تھی۔

❁......**ایک مہمان جن کا تعلق عراق سے ہے اور گزشتہ 16 سال سے سویڈن میں مقیم ہیں اور سول انجینئر ہیں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** سب سے پہلے تو میں اس تقریب کے لئے دعوت شکریہ ادا کروں گا۔ میں پہلے بھی جماعت احمدیہ کے بعض فنکشنز میں شامل ہو چکا ہوں مگر اس فنکشن میں مجھے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے ساتھ ملنے کا موقع ملا۔ مجھے لگا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ نہایت ایماندار شخص ہیں جو امن کے قیام کے لئے کوششیں کررہے ہیں اور اسلام کی اصل تصویر دنیا کے سامنے پیش کررہے ہیں۔

❁......**ایک سویڈش مہمان نے کہا:** یہاں سویڈن میں مختلف اسلامی جماعتیں کام کررہی ہیں مگر آپ کی جماعت کے حوالہ سے میں بہت خوش ہوں کہ آپ لوگ بہت اچھا کام کررہے ہیں۔ میں جماعت احمدیہ اور احمدی مسلمانوں کی کامیابی کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہوں۔

❁......**ایک سویڈش مہمان جو کہ چائلڈ سائیکالوجسٹ ہیں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ نے اس شہر میں مسجد کا افتتاح کیا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ اسلام کی صحیح خدمت کررہے ہیں اور اس معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے کام کررہے ہیں۔

❁......**سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان نے کہا:** اس قسم کی تقاریب سویڈن میں قیامِ امن اور سویڈش معاشرے کی ہم آہنگی کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اور جماعت احمدیہ اس حوالہ سے بہت عمدہ کردار ادا کررہی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ سویڈن میں اس قسم کی مساجد تعمیر ہورہی ہیں۔ ہماری پارٹی بھی مذہبی آزادی اور Pluralism کے لئے کام کرتی ہے۔

موصوف نے کہا: جیسا کہ اس وقت دنیا کے حالات بہت سے مسائل اور تنازعات کا شکار ہیں اس لئے میرے خیال میں کسی بھی مذہبی رہنما کے لئے ضروری ہے کہ وہ قیامِ امن کے لئے صفِ اوّل میں کھڑا ہو اور یہی کام خلیفۃ المسیح سرانجام دے رہے ہیں۔ دنیا کو خلیفۃ المسیح جیسے امن پسند شخص کی ضرورت ہمیشہ سے ہے۔ میں خلیفہ کی تقریر سن کر بہت متأثر ہوا ہوں۔

❁......**مالمو شہر کے میئر Kent Anderson نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:** میرے خیال میں آج ایک بہت اہم دن تھا۔ خلیفۃ المسیح نے نہ صرف دنیا میں قیامِ امن کی یقین دہانی کروائی بلکہ اس شہر اور علاقہ میں تعمیر ہونے والی مسجد کے حقیقی مقاصد بھی بیان فرمائے۔ پس اس مسجد کو ہم اس شہر میں قیامِ امن اور integration کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ میں نے اپنے ایڈریس میں بھی کہا تھا کہ خلیفۃ المسیح دنیا میں قیامِ امن کے متعلق جو لکھ رہے ہیں اور جو کہہ رہے ہیں میں اس سے بے حد متأثر ہوں۔ اسی طرح اس مشن کے لئے آپ کے انتھک سفر بھی بڑے مؤثر ہیں۔

❁......**اس تقریب میں شامل ایک یہودی مہمان Peter Vig نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** اس تقریب میں شامل ہوکر اور خلیفہ کی تقریر سن کر میں جذبات سے مغلوب ہوگیا تھا۔ میری آپ کی کمیونٹی سے پہلے اس طرح کی ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی لیکن میں نے آپ کے بعض لوگوں کو لیف لیٹس تقسیم کرتے دیکھا تھا جو معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کے قیام کا پیغام دے رہے تھے۔ میں پہلے بھی سمجھتا تھا کہ اسلام دہشتگردی اور ظلم وسفّا کی کا مذہب نہیں ہے مگر یہاں آکر خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر میرا خیال یقین میں بدل گیا ہے۔

آج کا یہ دن میرے لئے بہت معلوماتی تھا کیونکہ میں نے اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا۔ خلیفہ ایک پُرامن انسان ہیں جو امن کا پیغام پھیلاتے ہیں۔ انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ اسلام میں anti-Semitism کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

موصوف نے کہا: وہ بہت رحم دل ہیں اور لوگوں کو صحیح اسلام کی طرف بلا رہے ہیں اور اگر لوگ اسی اسلام کی پیروی کریں تو ہمیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس دنیا میں اسلام کے بارہ میں بہت زیادہ منفی سوچ پائی جاتی ہے اور ہم سب مسلمانوں کی شدّت پسندی سے ڈرتے ہیں، اس لئے میں ایک مسلمان راہنما کے صرف اور صرف پیار کے پیغام کو سُن کر حیران رہ گیا۔ پیار، امن اور رحم، یہی وہ الفاظ ہیں جو انہوں نے بارہا دوہرائے۔

موصوف نے کہا: ایک یہودی جماعت کے طور پر ہم نے احمدیوں کا اُس طرح سے استقبال نہیں کیا جس طرح ہمیں کرنا چاہئے تھا مگر اب میں کوشش کروں گا کہ ہم آپ کے لئے اپنی باہیں کھلی رکھیں۔

موصوف نے کہا: آپ کے خلیفہ میں کوئی نفرت اور تعصب نہیں ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ کِس طرح وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے معاشرہ میں integrate کرسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو خدا کی عبادت کرنی چاہئے مگر ساتھ ہی انسانیت سے محبت بھی کرنی چاہئے۔

خلیفہ نے مجھے ایسا محسوس کروایا کہ مسلمان بھی ہمارے بھائی ہیں اور اِس سے میرے دل میں فلسطینیوں کے لئے رحم دلی بڑھی اور یہ خیال گزرا کہ شاید اُن میں سے سب بُرے نہیں ہیں اور بعض احمدیوں کی طرح بھی ہیں جو امن چاہتے ہیں۔

❁......**کرسچن سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ:** بڑی خوبصورت مسجد بنائی خوبصورت ہے۔ اسی طرح آج کی تقریب میں خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت اہمیت کا حامل تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اس خطاب کو غور سے سنیں اور سمجھیں کہ امن کے ساتھ مل جل کر رہنا کس قدر ضروری امر ہے۔ میرے خیال میں خلیفۃ المسیح نے جو پیغام دیا ہے وہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

موصوف نے کہا: مجھے خلیفہ کے ساتھ مل کر اور ان کی باتیں سن کر لگا کہ وہ بہت اچھے دل کے مالک ہیں۔ مجھے امید ہے کہ لوگ ان کی طرف سے دیئے گئے پیغام پر غور کرکے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

❁......**ایک مہمان صحافی Charles Masikway جن کا تعلق Nordic Africa News سے تھا انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ کو جانتا ہوں اور ان کے متعلق خبریں شائع کررہا ہوں اور میں بڑے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بہت عمدہ کام کررہی ہے۔ میں اکثر جماعت احمدیہ کی تقاریب میں شامل ہوتا رہتا ہوں کیونکہ مجھے پتہ ہوتا ہے کہ جماعت کی طرف سے اچھی خبر ہی سننے کو ملے گی۔

موصوف نے کہا: مجھے آج اس تقریب میں شامل ہوکر اور خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر بہت اچھا لگا۔ خلیفہ کی تقریر نہایت معقول اور توازن سے بھرپور تھی۔ انہوں نے امن کے متعلق بات کی اور بتایا کہ آپ کس طرح معاشرے کا حصہ بن سکتے ہیں۔ میں نے قبل ازیں یہاں کے لوکل امام کا بھی انٹرویو کیا تھا اور اسی طرح اور بھی کئی احمدی مسلمانوں سے بات ہوئی ہے اور آج خلیفۃ المسیح کا خطاب بھی سن لیا اور یہ بات میرے لئے بڑی حیران کن ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سطح پر ایک ہی پیغام دے رہی ہے۔ ان کے پیغام میں ذرا بھی تضاد نہیں۔

موصوف نے کہا: جہاں تک مسجد کا تعلق ہے تو یہ نہایت خوبصورت عمارت ہے۔ آج صبح میری آپ کی جماعت کے ایک فرد سے بات ہو رہی تھی تو اس نے بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر کے تمام تر اخراجات جماعت کے لوگوں نے اپنی جیب سے ادا کئے ہیں۔ یہ بات میرے لئے نہایت حیرت کا باعث تھی کیونکہ یہ کوئی معمولی رقم نہیں بلکہ تیس ملین کرونر کی بات ہے۔ میں خود عیسائی ہوں اور ہمیں حکومتوں یا بعض دیگر تنظیموں کی طرف سے فنڈز ملتے ہیں مگر آپ لوگوں نے تو یہ سارا کام از خود کیا۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور میں اس سے بہت زیادہ متأثر ہوں۔ میں یہ بھی کہوں

گا کہ قرآن اور بائبل میں اسی بات کا ذکر ہے کہ ان رہنماؤں کی عزت کی جائے جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے متعین کیا گیا ہے۔

موصوف نے کہا: میں روز ٹی وی پر دہشتگردی اور ظلم وستم کے واقعات دیکھتا ہوں۔ مگر آپ لوگ ان لوگوں سے مختلف ہیں۔ آپ لوگ لڑائی کے جہاد پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ لوگ بدلہ لینے پر یقین نہیں رکھتے۔ اور جب میں دوسرے مسلمانوں سے بات کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں اگر آپ ہمیں تکلیف پہنچائیں گے تو ہم بھی آپ کو تکلیف پہنچائیں گے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا اس بارہ میں بالکل علیحدہ نظریہ ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے میں ایک سپر مارکیٹ میں جا رہا تھا وہاں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں مسلمان ہوں؟ اس پر میں نے اسے بتایا کہ نہیں میں مسلمان نہیں بلکہ عیسائی ہوں تو وہ مجھے کہنے لگا کہ اگر تم عیسائی ہو تو جہنم میں جاؤ۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جو آپ کو احمدی مسلمانوں میں نظر نہیں آتیں۔ اور یہی احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں فرق ہے۔

❁ ......**سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والی ایک مہمان خاتون نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت شاندار اور غیر مبہم تھا۔ ہر ایک آپ کی باتوں کو سمجھ رہا تھا۔ اس دور میں جب دنیا مختلف تنازعات کا شکار ہے خلیفۃ المسیح نے امن کی بات کی جو نہایت ضروری تھی۔ ہمیں ایک دوسرے کو قبول کرنا چاہئے۔ جو لوگ بہت زیادہ اسلام یا جماعت احمدیہ کے متعلق نہیں جانتے ان کے لئے اس قسم کی تقریبات کا انعقاد نہایت ضروری ہے۔

❁ ......**ایک مہمان دوست نے بیان کیا:** مجھے خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر نہایت خوشی محسوس ہوئی۔ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے میرا اسلام کے متعلق نظریہ یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگ بھی آپ کی جماعت کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ جانیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے ملک کے لوگ زیادہ سے زیادہ یہاں آئیں اور اس خوبصورت مسجد کو دیکھیں گے۔

❁ ......**تقریب میں شامل ایک مہمان جن کا تعلق چرچ آف سویڈن سے تھا انہوں نے بیان کیا کہ:** خلیفہ کا یہاں موجود ہونا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ خلیفہ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اس دنیا کے لئے امن کا قیام بہت ضروری امر ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ خلیفہ ہمارے شہر میں تشریف لائے۔

❁ ......**ایک مہمان جو مالمو یونیورسٹی میں استاد ہیں انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:** اس تقریب میں شامل ہو کر مجھے بہت اچھا لگا۔ خلیفہ کا خطاب نہایت اثر رکھنے والا تھا۔ انہوں نے امن، پیار، محبت، رواداری کا نہایت مثبت اور عالمی پیغام ہمیں دیا ہے۔ میرے خیال میں مالمو کے لئے یہ ایک بہت بڑا دن تھا۔ اس خوبصورت مسجد کے ذریعہ اسلام پہلے سے زیادہ نکھر کر ہمارے سامنے آیا ہے۔

❁ ......**ایک مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب اس تقریب کا نقطۂ عروج تھا۔ ہمارے لئے امن وہ واحد چیز ہے جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہم سب کا ایک ہی خدا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اخوت اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرتے ہوئے مل جل کر رہیں۔ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے میری اسلام کے متعلق سمجھ بوجھ میں مزید گہرائی پیدا کی ہے۔

❁ ......**Lund یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر بھی اس تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت دلچسپ اور اپنے اندر اثر رکھنے والا تھا۔ خطاب ختم ہونے کے بعد مَیں نے دیکھا کہ لوگ خطاب کے حوالہ سے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور سب لوگ ہی اس سے بہت متاثر نظر آ رہے تھے۔ بعض لوگوں نے تو اس خطاب کی نقل مہیا کئے جانے کا مطالبہ بھی کیا۔

موصوف نے کہا: پھر اس تقریب میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ میں نے دیکھا کہ جس شخص نے یہاں پر سنّیوں کی پہلی مسجد تعمیر کی تھی وہ بھی اس تقریب میں آیا ہوا تھا۔ یہودی بھی اس تقریب میں آئے ہوئے تھے۔ اسی طرح دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی یہاں موجود تھے۔

❁ ......**گنی کناکری سے تعلق رکھنے والے ایک افریقن مہمان بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا:** اس تقریب میں شامل ہو کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ یہاں مختلف طبقات اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک جگہ جمع تھے۔ مجھے خلیفۃ المسیح کا خطاب بھی بہت اچھا لگا کہ جس میں انہوں نے بتایا کہ ان کی جماعت کس طرح انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ دنیا کے دور دراز علاقوں میں ہسپتال اور سکول تعمیر کر رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ تمام دنیا کے لوگ ان چیزوں کو اپنائیں۔ امن قائم کریں۔ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ لڑائی جھگڑے بند کریں۔ ہم سب انسان ہیں اور ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔

موصوف نے کہا: میں بھی مسلمان ہوں اور میرا تعلق گنی کناکری مغربی افریقہ سے ہے۔ میری بیوی اور بچے نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی اس تقریر نے میرے ایمان کو تقویت بخشی ہے۔

❁ ......**ایک سویڈیش پولیس افسر Ulf Boston نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت زبردست تھا۔ انہوں نے معاشرے میں 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' اور قیامِ امن کی بات کی جو ہم سب کے لئے نہایت ضروری ہے۔

❁ ......**ایک سویڈش مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت دلچسپ تھا۔ خلیفہ نے دورِ حاضر کے حوالہ سے بعض بہت اہم باتوں کا ذکر کیا۔ اس دور میں پیار، محبت اور امن کے ساتھ مل جل کر رہنا بے حد ضروری ہے۔

❁ ......**ایک سویڈش مہمان خاتون نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** ہمیں خلیفہ کے خطاب کی ضرورت تھی۔ میں کہوں گی کہ اس قسم کی تقاریب کا کثرت کے ساتھ انعقاد ہونا چاہئے تاکہ معاشرے میں زیادہ سے زیادہ integration ہو سکے۔ اس قسم کی تقاریب میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب اور طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی شامل ہوں۔

❁ ......**مالمو شہر کے پولیس سپرنٹنڈنٹ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت دلچسپ تھا اور یہاں آ کر مجھے بہت اچھا لگا۔ میرا خیال ہے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کرنا بہت ضروری ہے۔

❁ ......**ایک سویڈش ادارے چرچ آف سائنٹالوجی کے چیف برائے انفارمیشن بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے کہا:** یہ تقریب اور بالخصوص خلیفہ کی تقریر بہت عمدہ تھی۔ خلیفہ نے اپنی تقریر میں ایک فقرہ کہا جو مجھے بہت زیادہ اچھا لگا اور وہ فقرہ یہ تھا کہ ''ایک بڑے فائدے کی خاطر ہمیں اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف کر دینا چاہئے'۔ اور میرا خیال ہے اس وقت دنیا کو اسی بات کی ضرورت ہے کہ ہم ایک بڑے فائدے کی خاطر ذاتی مفادات کو چھوڑ دیں۔

❁ ......**ایک سویڈش مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** یہ مسجد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ لوگ کس قدر محنت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ لوگ سیاسی طور پر بھی معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں جیسا کہ آپ سیاستدانوں کو حقیقت اور سچائی سے آگاہ کر رہے ہیں۔

❁ ......**ایک سویڈش ممبر آف پارلیمنٹ خاتون نے کہا:** آپ کی مسجد نہایت خوبصورت ہے۔ پرانی مسجد کے اندر جا کر ہی پتہ چلتا تھا کہ وہ مسجد ہے لیکن یہ تو دور سے ہی نظر آ جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں نہایت نیک کام کر رہی ہے اور آپ کا مذہب پیار، محبت اور احترام جیسی اقدار سے بھرا ہوا ہے مگر یہ سمجھنا بڑا مشکل ہے کہ اس کے باوجود احمدیوں پر دنیا بھر میں حملے ہو رہے ہیں۔

موصوفہ نے کہا: خلیفۃ المسیح نہایت عظیم الشان شخصیت کے مالک ہیں اور آپ کی تقریر بھی اتنی ہی شاندار تھی۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی مثبت چیزوں کے بارہ میں بتایا اور اس حوالہ سے بھی بات کی کہ بعض لوگ شاید اس مسجد کی تعمیر سے خوفزدہ ہوں گے۔ میں تو جماعت احمدیہ کو اچھی طرح سے جانتی ہوں اس لئے مسجد کی تعمیر میرے لئے کوئی پریشان کن چیز نہیں تھی مگر یہ درست ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے مسجدوں سے خوفزدہ ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ خلیفہ کی تقریر سننے کے بعد کسی کے دل میں مسجد کے حوالہ سے کوئی خوف کا شائبہ تک نہیں بچا ہوگا بلکہ انہیں سکون ہی ملا ہوگا۔

❁ ......**ایک مہمان دوست مائیکل جس کے والدین پولش ہیں مگر وہ خود سویڈن میں پیدا ہوئے ہیں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میرے خیال میں خلیفۃ المسیح کی تقریر ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ اس میں امن اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا پیغام تھا۔ جس طرح خلیفہ نے سکول اور ہسپتال بنانے اور واٹر پمپس وغیرہ لگانے جیسی انسانی خدمات کا ذکر کیا اس کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔

میں خدا پر یقین رکھتا ہوں مگر یہاں پر اکثر لوگ نہیں رکھتے اس لئے میں بہت فخر محسوس کر رہا ہوں کہ ایسا شخص سویڈن آیا ہے جو خدا پر اور ایک خالق پر پختہ ایمان رکھتا ہے۔ خطاب سننے کے بعد اب میں اسلام سے نہیں ڈرتا بلکہ صرف شدّت پسندوں سے ڈرتا ہوں۔ مجھ پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ دونوں آپس میں جدا جدا ہیں۔

خلیفہ نے واضح کر دیا کہ قرآن یہ نہیں کہتا کہ لوگوں کا قتل کرو بلکہ یہ سکھاتا ہے کہ تمام لوگ برابر ہیں اور دوسروں کا خیال رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔

❁ ......**ایک مہمان حسین عبداللہ صاحب جن کا تعلق یوگوسلاویہ سے ہے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفہ کے الفاظ نے مجھے چھو لیا ہے اور مَیں اُن کی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ انہوں نے اسلام کا اس طرز پر دفاع کیا جو دوسرے مسلمان نہیں کر سکتے۔ انہوں نے رواداری اور دوسروں کی مدد کرنے پر زور دیا اور کہا کہ اسلام کی تعلیم ہے کہ ہمیں سب ضرورتمندوں کی مدد کرنی چاہئے۔ آج کی تقریب میں شامل ہونے کے بعد میں آپ کے خلیفہ پر فخر کرتا ہوں اور احمدیہ جماعت پر فخر کرتا ہوں۔ لوگوں کے اسلام کے بارہ میں غلط تأثرات ہیں اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ اُن کو درست کیا جائے مگر خلیفہ اس کام میں سب سے آگے ہیں۔

❁ ......**ایک سویڈش مہمان Behar نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** اس شام نے مجھ کو بے حد متاثر کیا ہے اور میں نے سیکھا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ خلیفہ نے چند ہی منٹوں میں بہت سے موضوعات پر بات کی اور اسلام کا اس رنگ میں دفاع کیا جو کہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ بعض مسلمان بُرے بھی ہیں۔ مگر خلیفہ نے قرآن کریم کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا کہ ایسے لوگ قرآن کی تعلیم کے خلاف جا رہے ہیں۔

آپ کے مسیحا اور مسجد کے مقاصد کے بارہ میں بھی سُن کر بہت دلچسپ لگا۔ اگر آپ کے خلیفہ کی تقریر کا خلاصہ بیان کرنے کے لئے ایک لفظ ہے تو وہ 'امن' ہے۔

❁ ......**ایک سویڈش سیاستدان Robert صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** کیا ہی خوب تقریب تھی۔ آپ کے خلیفہ ایک پُرحکمت اور پُرامن انسان ہیں اور بہت پُرسکون ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ آپ کو ایک حقیقی مسلمان سے امن محسوس کرنا چاہئے اور میں جب خلیفہ سے ملا تو واقعی میں نے بھی امن محسوس کیا۔ اس لئے مجھے پتہ ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان ہیں۔ ان کے قرب میں رہ کر اور ان کی آواز سن کر میں نے خود کو بہت محفوظ محسوس کیا۔

موصوف نے کہا: خلیفہ کے الفاظ نے حاضرین کو اسلام کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ خاص طور پر مجھے یہ بات اچھی لگی کہ آپ کے مذہب کا ایک بہت بڑا حصہ انسانیت کی خدمت کرنا ہے اور جب آپ کے خلیفہ نے بتایا کہ آپ کی جماعت اس لحاظ سے کیا کیا کام کر رہی ہے اور افریقہ میں پانی کی قدر کو جان کر بھی مجھے بہت دلچسپ لگا۔ نیز سکول اور ہسپتال جو آپ چلا رہے ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آپ کے خلیفہ کہہ رہے ہیں وہ محض الفاظ نہیں بلکہ وہ اُن پر عمل بھی کرتے ہیں۔

موصوف نے کہا: جس اسلام کا ذکر خلیفہ نے کیا وہ اُس سے بالکل مختلف ہے جو مَیں نے دوسرے مسلمانوں میں دیکھا ہے، بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے پہلے کبھی کسی کو امن یا رواداری کے بارہ میں اتنا تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے نہیں سنا، خواہ وہ مسلمان ہو، عیسائی ہو یا کسی اور مذہب کا ہو۔

❁ ......**ایک سویڈش مہمان Mr Jaro نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** ایک بہت ہی پُرامن تقریب اور پیغام تھا۔ خلیفہ نے اسلام کا بڑے اچھے رنگ میں دفاع کیا اور کہا کہ اسلام میں تو لفظ 'صلوٰۃ' کا مطلب ہی 'امن' ہے۔ نیز انہوں نے ہمسائے کے حقوق اور رواداری کی بات کی۔ انہوں نے اپنے احمدیوں کو بھی بتایا کہ اُن سے کیا توقعات ہیں۔ اگر احمدی اپنے خلیفہ کی باتوں پر عمل کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسجد ایک امن کی طاقت کے طور پر کام کرے گی۔

❁ ......**ایک سویڈش مہمان Mrs Petra نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفہ کی تقریر نہایت دل پذیر تھی۔ وہ سب جو یہاں موجود تھے اُنہیں آپ کے خلیفہ نے قائل کر لیا اور مجھے اُمید ہے کہ آپ اِس پیغام کو دُوسروں تک بھی پہنچائیں گے۔ میں آپ کے خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب کی کتاب Pathway to Peace کا مطالعہ کر چکی ہوں اور مجھے وہ کتاب غیر معمولی لگی۔ ایک مذہبی راہنما کا سیاسی موضوع پر باتیں کرنا اور پھر مذہب سے اُس کا حل بتانا ایک نایاب چیز ہے اور آج بھی انہوں نے یہی کیا۔

موصوفہ نے کہا: آج لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں۔ مگر خلیفہ نے ہمیں مساجد کی حقیقت کے بارہ میں بتایا اس

لئے اب Sweden میں یہ خطاب گھر گھر پہنچا کر ہر شخص کے ہاتھوں میں تھمانا چاہئے۔

❁......**ایک سویڈش مہمان Mrs Corinna Friell جو عیسائی پادری بھی ہیں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** مجھے آپ کے خلیفہ کی تقریر کے ہر لفظ سے اتفاق ہے۔ بالخصوص مجھے ان کی یہ بات بہت پسند آئی کہ ہمیں خدا کو یاد رکھنا چاہئے اور یہی مذہب کی بنیاد ہے۔ نیز یہ کہ انہوں نے شروع میں جب قرآن پڑھا تو مجھے وہ بہت روحانی اور ہلا دینے والا لگا۔ آپ کے خلیفہ بہت سے مسائل پر بات کرتے ہیں جیسا کہ دنیا کا امن، مذاہب کا خوف مگر ساتھ ہی وہ حل بھی تجویز کرتے ہیں۔

❁......**ایک سویڈش مہمان Mr Lars نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** مجھے آج یوں لگا کہ میں کسی اور دنیا میں ہوں۔ بہت ہی پراثر تقریب تھی۔ آپ کے خلیفہ دوسروں کا خیال رکھنے والے اور بہت گرمجوشی کے ساتھ پیش آنے والے انسان ہیں۔ اُن کی تقریر کا مرکزی موضوع بھی یہی تھا کہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں، خاص طور پر اُن کا جو سب سے کمزور اور ضرورتمند ہیں۔

خلیفہ ایک پرامن انسان ہیں اور انہوں نے قرآن کے ذریعہ ثابت کیا کہ مذہب دِل کا معاملہ ہے۔ انہوں نے یقیناً مجھے تسلی دلائی اور مجھے امید ہے کہ دوسروں نے بھی جو یہاں موجود تھے، اسی طرح فائدہ اٹھایا ہوگا۔

موصوف نے کہا: میں نے آج سے پہلے آپ کے خلیفہ کے بارہ میں اخبارات میں ہی پڑھا تھا مگر آج اُن سے ملنے کے بعد مجھے وہ Pope کی طرح ہی لگے ہیں اور میں اُن کی اُسی طرح عزت کرتا ہوں۔

❁......**ایک مہمان Mr Michael Westerburg نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفۃ المسیح نے اپنے آج کے خطاب میں بہت سے اہم موضوعات پر بات کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے مگر آپ کے خلیفہ کا پیغام اِس سے بالکل مختلف تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے۔ میں اُن کے ہر لفظ سے متفق ہوں اور اب مجھے اسلام سے کوئی خوف نہیں۔ مجھے اچھا لگا جس طرح سے انہوں نے ہمسایوں کے حقوق کا ذکر کیا اور یہ کہ احمدی مسلمان مقامی لوگوں کی خدمت کریں گے اور جہاں ضرورت ہوئی وہاں مدد کریں گے۔

موصوف نے کہا: میڈیا صرف منفی پہلوؤں پر غور کرتا ہے اور مثبت بات پر کبھی نہیں کرتا۔ میں صرف یہی چاہتا ہوں کہ وہ انصاف سے کام لیں اور اُن کے خطاب کا مکمل متن شائع کریں۔

❁......**ایک سویڈش مہمان Anders نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آج میں نے اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات تھی کہ جس طرح میڈیا ہمیں ہر وقت اسلام کے بارہ میں بتاتا ہے کہ یہ ایک متشدد مذہب ہے مگر آج ہمیں اس کے برعکس ہی سننے کو ملا۔ خلیفہ نے ہمیں تسلی دلائی اور ہمارے ڈر کو دور کیا اور ثابت کیا کہ نبی محمد (ﷺ) پُرامن تھے۔

مالمو میں خاص طور پر لوگ مساجد سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ عرب شدت پسندوں سے بھری ہوئی ہیں۔ مگر خلیفہ نے ہمیں دکھایا کہ ایسے لوگوں کا رستہ اسلام کا رستہ نہیں ہے۔

میرا کہنا ہے کہ آپ کو اس بات کی بھرپور تشہیر کرنی چاہئے کہ آپ کی مسجد کو سعودی عرب سے فنڈز نہیں ملتے اور احمدیوں کو خلیفہ کا یہ پیغام آگے پھیلانا چاہئے کہ اِس مسجد میں ہر شخص کو آنے کی اجازت ہے اور یہ کہ اسلام ایک رواداری کا مذہب ہے اور سب کے لئے کھلے پن کا اظہار کرنے والا مذہب ہے۔ اُن کا پیغام تھا کہ جہاد بندوقوں اور ہتھیاروں کے ساتھ نہیں بلکہ زبان سے اور قلم سے کرتے ہیں۔

❁......**ایک مہمان Anette نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** یہاں آنے سے پہلے میں اسلام کے بارہ میں خوفزدہ تھی مگر آج جو مجھے نظر آیا اور جو میں نے Muslim Pope سے سُنا وہ بالکل مختلف تھا۔ اُن کا پیغام رحم دلی، ہمدردی اور امن کا پیغام تھا۔

خلیفہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ آپ کو ہر شخص سے محبت کرنی چاہئے، اُن کے مذہب کی پروا کئے بغیر، اور اِس بات نے میرے دِل کو چھوا۔ نیز یہ بھی سن کر اچھا لگا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کے بارہ میں بھی تعلیم دیتا ہے۔

❁......**بدھ مت سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان Dharma Schultz نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آپ کے خلیفہ نے جو امن اور رواداری کا پیغام دیا، اسے سن کر میں بہت حیران ہوا۔ ان کے الفاظ خوبصورت اور حکمت سے پُر تھے۔ وہ بہت کھُل کر بات کرنے والے ہیں اور انہوں نے بہت مشکل موضوعات پر بھی بات کی مگر اُنہوں نے سچائی سے بات کی۔ مثلاً یہ کہ اُنہوں نے تسلیم کیا کہ بعض مسلمان ایسے بھی ہیں جو شدت پسند ہیں مگر میرے خیال میں تمام مسلمان یہ بات سننا پسند نہیں کرتے، بلکہ وہ دکھاوا کرتے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ وہ ہر منصف مزاج سننے والے کا ڈر دور کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اُن کا مذہب میرے مذہب سے بہت ملتا جلتا ہے۔

موصوف نے کہا: آج کل نومولود بچوں کو سب سے زیادہ دیا جانے والا نام علی اور محمد ہے اس لئے مقامی لوگ مسلمانوں سے ڈر رہے ہیں کہ وہ ادھر آ کر قبضہ جما رہے ہیں۔ مگر آپ کے خلیفہ نے قرآن کا حوالہ دے کر بتایا کہ اسلام لوگوں کو حقوق فراہم کرتا ہے نہ کہ حقوق غصب کرتا ہے۔ آپ کی جماعت میں شدّت پسندی کی عدم موجودگی ہی اس بات کی شاہد ہے کہ آپ سچے مسلمان ہیں، خواہ لوگ کُچھ بھی کہتے پھریں۔ خلیفہ نے کہا کہ اسلام میں نفرت کرنے کی کوئی جگہ نہیں اور ہمیں اکٹھے مل کر اچھائی کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ میں اپنی زندگی میں بُدھا سے متاثر ہوا ہوں مگر آج ایک اسلامی راہنما سے بھی متاثر ہوا۔

❁......**ایک سویڈش مہمان خاتون Miss Meenka صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں نے آج یہ سیکھا کہ اسلام ایک متشدد مذہب نہیں بلکہ رواداری اور امن کا مذہب ہے۔ میں مختصراً صرف اتنا ہی کہوں گی کہ جو کچھ آپ کے خلیفہ کہہ رہے ہیں اگر وہی اسلام ہے تو اسلام سے ہمیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اسلام ایک عظیم مذہب ہے۔

❁......**ایک مہمان Christopher صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آج کا دن میرے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوا۔ میرے خیال میں وہی حقیقی اسلام ہے جو آپ کے خلیفہ نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ میں نے آج یہ بھی سیکھا کہ قرآن ایک امن کی کتاب ہے اور آپ کے خلیفہ یقیناً ایک بہت عظیم انسان ہیں۔ ان سے ملنا اور ان کا یہ نظریہ سننا کہ امن اور انصاف سب کے لئے یکساں ہونا چاہئے میرے لئے باعثِ عزت اور شرف تھا۔ مجھے اُن سے مل کر ایک عجیب اطمینان محسوس ہوا۔ میں یہ دن آنے والے کئی سالوں تک یاد رکھوں گا کیونکہ جس طرح آج میرے دل پر اثر ہوا اس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔

❁......**ایک مہمان دوست Bjorn صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفہ وقت کو سننا میرے لئے باعثِ عزت وشرف تھا۔ اُن کے الفاظ حکمت پر مبنی تھے اور صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لئے تھے۔ مجھے خاص طور پر یہ بات اچھی لگی کہ اُنہوں نے کہا کہ انسان کو چاہئے کہ اپنے حقوق حاصل کرنے سے پہلے انسانیت کا فائدہ سوچے اور یہ کہ یہی امن کا ذریعہ ہے۔

موصوف نے کہا: اُن کے الفاظ جرأت مندانہ تھے، اور صرف جرأت مندانہ نہیں، سچے بھی تھے۔

❁......**ایک غیر احمدی مہمان دوست عبدالمجید صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں بہت شکر گزار ہوں کہ مجھے آج یہاں آنے کا موقع ملا۔ میں آپ کے خلیفہ کو حقیقی رہنما مانتا ہوں کیونکہ وہ سچ بولتے ہیں اور بہت صاف اور کھری بات کرتے ہیں۔ انہوں نے زبردست رنگ میں اسلام کا دفاع کیا۔ اُن کا پیغام ہر جگہ پھیلنا چاہئے کیونکہ یہاں سویڈن میں ہر روز قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے ہوتے ہیں اور لوگ اسلام سے ڈرتے ہیں۔

❁......**ممبر آف پارلیمنٹ Hillev Larsson صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آپ کے خلیفہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ حاضرین کو اسلام کے بارہ میں بتایا۔ انہوں نے واضح کر دیا کہ اسلام ایک امن، رواداری، اور محبت کا مذہب ہے۔ آپ کے خلیفہ کو ہر جگہ اور ہر platform پر اسلام کی نمائندگی کرنی چاہئے اور لوگوں کو ان کی بات سننی چاہئے۔ اگر کسی کو اسلام کا کچھ بھی خوف تھا تو وہ آج دور ہو گیا ہوگا۔ مجھے خاص طور پر آپ کے انسانیت کے لئے کئے گئے کاموں کے بارہ میں سُن کر اچھا لگا۔ آپ جو اسکول اور ہسپتال بنانے کے لئے کام کر رہے ہیں وہ شاندار ہے اور مجھے آپ کے خلیفہ کی یہ بات اچھی لگی کہ ہم یہاں پانی کی قیمت نہیں جانتے، یہ بات بالکل سچ ہے۔

❁......**ایک مہمان Mr Jonas Ottenback نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** یہ تقریر Austria کے لوگوں کو دینی چاہئے کیونکہ اُس مُلک میں لوگ اسلام کی نفرت اور اسلام کے خوف میں جنونی ہو چکے ہیں۔ اُنہیں یہ تقریر سننے کی سخت ضرورت ہے تا کہ وہ سیکھ سکیں کہ اسلام ایک امن کا مذہب ہے۔

خلیفہ نے بہت خوبصورتی سے مساجد کے مقاصد کے بارہ میں سمجھایا اور یہ کہ مسجد کا مطلب امن ہے اور یہ کہ صلوٰۃ کا مطلب بھی امن اور امان ہے۔

مجھے یہ بھی اچھا لگا کہ آپ کے خلیفہ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور صرف امن قائم کرنے کے بارہ میں فکر کرتی ہے۔ مجھ پر یہ بات بہت اثر انداز ہوئی جب خلیفہ نے کہا کہ احمدی انسانیت کی تکالیف دور کرنا چاہتے ہیں اور اُن کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ پھر یہ بھی بہت دلچسپ بات تھی کہ خلیفہ نے بتایا کہ نبی محمد (ﷺ) کے دور میں ایک مسجد ضرار کو گرا دیا گیا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مساجد صرف امن کی جگہیں ہوتی ہیں۔

میں نے خلیفہ کا ایک جملہ نوٹ کر لیا جو کہ مجھے بہت اچھا لگا کہ True Mosques transmit only love and peace۔ میرا خیال ہے اِس تقریر کا موضوع بھی یہی رکھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اُن کی تقریر کا خلاصہ تھا۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 24 فیملیز کے 176 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان فیملیز کا تعلق سویڈن کی دو جماعتوں گوتھن برگ اور لولیو سے تھا۔ ان سبھی فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد محمود'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ نماز جنازہ حاضر وغائب از صفحہ نمبر 4

ایک سچے اور فدائی احمدی تھے۔ آپ تہجد گزار اور نمازوں میں باقاعدہ تھے۔ قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ نظام جماعت کی اطاعت اور وفاداری میں بے مثال تھے۔ جماعتی نمائندگان سے بھی بھرپور تعاون کرنے والے تھے۔ بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والے، ہمدرد، غریب پرور، بہت مہمان نواز اور نڈر داعی الیٰ اللہ تھے۔ آپ نے نظارت تعلیم کی تحریک پر اسکول کے لئے چار کنال اراضی بحق صدر انجمن احمدیہ وقف کر دی۔ آپ جماعت عطاء آباد کے پہلے صدر جماعت نامزد بھی کئے گئے تھے۔

(4) مکرم محمد اصغر صاحب (ابن مکرم شیخ سردار محمد صاحب۔ کریم نگر فیصل آباد) 23 دسمبر 2015ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ آپ عہدیداران کی اطاعت میں نمایاں اور خلافت سے گہری وابستگی اور دلی محبت رکھنے والے، غریب پرور انسان تھے۔ آپ حلقہ کریم نگر کے دو تین سال نگران بھی رہے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ کم گو، مہمان نواز اور مرکزی مہمانوں کا پورا خیال رکھنے والے نیک مخلص وجود تھے۔

(5) مکرمہ نجمہ رضوان صاحبہ (اہلیہ مکرم رضوان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ۔ شاہد ترگڑی ضلع گوجرانوالہ) 2 فروری 2016ء کو 34 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 2007ء میں آپ اپنے میاں کے ساتھ آئیوری کوسٹ تشریف لے گئیں۔ اس دوران ریجنل صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمات ادا کرتی رہیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ آپ کو آئیوری کوسٹ میں ہی بڑی آنت کا کینسر تشخیص ہوا تھا جس کے علاج کے لئے آپ کو پاکستان بھجوایا گیا۔ لیکن تقدیر غالب آئی۔ آپ نے انتہائی صبر کے ساتھ اس بیماری کا مقابلہ کیا۔ آپ موصیہ تھیں۔ آپ مہمان نواز اور ایک نہایت ہمدرد خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم چودھری ظہور احمد صاحب گجراتی

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم چودھری ظہور احمد صاحب گجراتی کا ذکرخیر بھی شامل ہے۔ آپ محترم چوہدری فتح دین صاحب کے ہاں ’شیخ پور وڑائچاں‘ ضلع گجرات (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ 1939ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے برطانوی فوج میں بھرتی ہوگئے۔ 1947ء میں حضورؓ کی ہی تحریک پر اپنی چھ سالہ سروس کے اختتام پر قادیان حاضر ہوئے اور ابتدائی درویشان میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ دوران درویشی آپ سلسلہ کی مختلف خدمات بھی بجالاتے رہے۔ آپ کی وفات 28 اگست 2004ء کو ہوئی۔ آپ کی ایک بیٹی اور پانچ بیٹے ہیں۔

محترم مولوی محمد عمر علی صاحب درویش

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں محترم مولوی عمر علی صاحب کے مختصر خودنوشت حالاتِ زندگی شامل اشاعت ہیں جو انہوں نے 2003ء میں ایڈیٹر ’’مشکوٰۃ‘‘ کو لکھ کر بھجوائے تھے۔

محترم محمد عمر علی صاحب ابن مکرم بشیرالدین مرحوم کھاٹوا (براہمن بڑیہ۔ بنگلہ دیش) میں 1931ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے گاؤں میں احمدیت کا پیغام مکرم مولانا عبدالواحد صاحب کے ذریعہ پہنچا تو آپ کی نانی صاحبہ اور والدہ محترمہ نے سب سے پہلے بیعت کی اور کچھ عرصہ بعد آپ کے والد صاحب اور بھائیوں نے بھی بیعت کرلی۔ آپ کے والد صاحب نے گاؤں کی احمدیہ مسجد کے لئے ایک مکان بھی دیا۔ 1945ء میں آپ کے علاقہ سے حصول تعلیم کی غرض سے چار طلباء قادیان آئے جن میں آپ بھی شامل تھے۔ تقسیم ہند کے بعد دورِ درویشی میں آپ کو مدرسہ احمدیہ میں مدرس کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں درس کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی۔ آپ کو فقہ پر کافی عبور تھا۔ آپ کے مضامین اخبار بدر کی زینت بنتے رہے ہیں۔ آخری عمر میں عالم کی حیثیت سے صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی رہے۔

آپ کی ایک نمایاں خصوصیت طلباء سے شفقت و محبت تھی۔ امتحان کا پرچہ ڈالنا ہو یا چیک کرنا ہو، ہمیشہ نرمی کا پہلو اختیار کرتے۔ آپ سادہ مزاج اور نمازوں کے بہت پابند تھے۔ آپ کی وفات 26 دسمبر 2007ء کو ہوئی۔

محترم محمد الدین صاحب درویش

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم وحیدالدین شمس صاحب کے قلم سے اُن کے والد محترم محمد الدین صاحب کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔

محترم محمد الدین صاحب کی پیدائش 1920ء میں قادیان کے قریب سیکھواں گاؤں میں مکرم میاں عمرالدین صاحب (ابن حضرت میاں فتح الدین صاحبؓ) کے ہاں ہوئی۔ آپ کی ایک بڑی بہن اور دو چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی عمر صرف 15 سال تھی کہ والدین کے سایہ سے محروم ہوگئے۔

1936ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے احمدی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے ارشاد فرمایا تو آپ نے بھی لبّیک کہا۔ 1942ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ 1946ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ایک ارشاد کی بِنا پر ملازمت ترک کرکے خود کو حفاظتِ مرکز کے لئے پیش کردیا۔ اس پر دفتر سے پانچ روپے ماہوار وظیفہ لگادیا گیا اور کہا گیا کہ فی الحال اپنا کام کرتے رہیں اور جب ضرورت ہوگی بلا لیا جائے گا۔ آپ کو ملازمت چھوڑتے وقت پانچ صد روپے ملے تھے۔ اس رقم سے آپ نے سائیکلوں کی دکان کھول لی۔ لیکن جلد ہی تقسیمِ ہند ہوگئی اور آپ ڈیوٹیوں میں مشغول ہوگئے۔ آپ کی شادی 1945ء میں مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ دختر مکرم مستری ناظردین صاحب سے ہوئی تھی۔ اپریل 1947ء میں آپ کا پہلا بیٹا حمیدالدین شمس (بعد میں مبلغ ومناظر بنے) پیدا ہوا۔ تقسیم ہند کے وقت آپ کی اہلیہ بیٹے کو لے کر پاکستان چلی گئیں اور 1952ء میں قادیان واپس آسکیں۔ آپ کے کُل چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ مکرم مولانا حمیدالدین شمس صاحب کی وفات 47 سال کی عمر میں دسمبر 1995ء میں ہوئی۔ ان کی وفات کا آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ ان کی وفات کے صرف سوا سال کے بعد ہی آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ کے ایک بیٹے نصیرالدین قمر صاحب سلسلہ کی خدمت سے ریٹائر ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم رشیدالدین پاشا صاحب لمبا عرصہ صدر عمومی قادیان رہے۔ اور خاکسار وحیدالدین شمس نگران دارالمسیح کے طور پر جماعت کی خدمت کی توفیق پارہا ہے۔ آپ کے بڑے داماد مکرم سید عبدالنقی صاحب زونل امیر بہار ہیں جبکہ چھوٹے داماد نظارت امورعامہ میں خدمت کررہے ہیں۔

محترم محمد الدین صاحب نے زمانہ درویشی بڑے صبر وہمت کے ساتھ گزارا۔ ساری عمر نظارت تعمیرات میں کام کیا۔ خود بھی اچھے مستری تھے۔ لہٰذا طویل عرصہ جماعتی تعمیرات کی نگرانی کی خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان میں کئی پرانی عمارتیں آپ کی یادگار ہیں۔ ایوانِ انصار کی تعمیر کا کام بھی آپ کروا رہے تھے کہ اسی دوران وفات ہوگئی۔

زمانہ درویشی میں دفتری کام کے بعد غیرمسلم علاقوں میں اوورٹائم لگا کر گھریلو اخراجات کو پورا کرتے لیکن جو بھی آمد ہوتی اس پر چندہ دینا نہ بھولتے۔ بڑے صابر شاکر، خاموش طبع اور اپنے کام سے کام رکھنے والے تھے۔ تعمیراتی کاموں میں سلسلہ کے اموال کو بڑی ایمانداری سے خرچ کرتے۔ غیرمسلم تاجر بھی آپ کی ایمانداری کی گواہی دیتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ سخت بیماری کی حالت میں بھی فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت ضرور کرتے۔ ہمیشہ نظریں جھکی رہتیں۔ کبھی اُونچی آواز میں بات نہ کرتے۔ نظام جماعت اور خلیفہ وقت کے وفادار رہنے کی نصیحت کرتے رہتے۔ خلیفۂ وقت کی دعاؤں پر بہت یقین تھا۔ آپ کی وفات 31 مارچ 1997ء کو ہوئی۔ آپ کے جنازہ میں کثرت سے غیرمسلم احباب بھی شریک ہوئے۔

اپنے شاگردوں سے بلاتفریق مذہب بہت شفقت کا سلوک کرتے۔ آج بھی یہ شاگرد آپ کے احسانات کو یاد کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ٹھیکہ پر زمین بھی لیتے تھے۔ جب جنس گھر آتی تو اس میں سے خاکروبہ، غریب مزدوروں اور شاگردوں کو بھی حصہ دیتے۔ وفات تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔

محترم قاضی عبدالحمید صاحب درویش

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم قاضی شاہد احمد (کارکن دفتر آڈیٹر قادیان) کے قلم سے اُن کے والد مکرم قاضی عبدالحمید صاحب درویش کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم قاضی عبدالحمید صاحب کی پیدائش گوجرانوالہ (پاکستان) میں 17 دسمبر 1919ء کو ہوئی۔ آپ کے والد محترم قاضی عبدالعزیز صاحب نے اپنے ہم زلف حضرت قاضی عطاء الٰہی صاحبؓ قانونگو کے ہاں بطور مہمان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’’ضرورۃ الامام‘‘ پڑھی اور پھر شرح صدر سے بیعت کرنے کی توفیق پائی۔ اور بیعت کے بعد شدید مخالفت اور معاشرتی بائیکاٹ کے دوران بھی ثابت قدم رہے۔ بعدازاں وہ قادیان آبسے۔

محترم قاضی عبدالحمید صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ ڈرائیوری کی۔ پھر کتابت سیکھی اور لاہور کے ایک پریس میں بطور سنگ ساز کام کیا۔ 1942ء میں برٹش فوج میں بطور موٹر مکینک بھرتی ہوگئے۔ 1946ء اپنے والد کی وفات پر ملازمت ترک کرکے اُن کے مکان (بمقام قادیان) میں رہائش اختیار کرلی۔ اسی سال مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم قاضی عطاء الٰہی صاحب قانونگو سے آپ کی شادی ہوگئی۔ آپ کی اہلیہ تقسیم ملک کے وقت لاہور چلی آئیں اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے گھر بطور خادمہ خدمت کرتی رہیں اور حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے ہمراہ بطور خادمہ کوئٹہ کا سفر بھی کیا۔

محترم قاضی صاحب کے دو بھائی بھی تھے۔ آپ کے علاوہ چھوٹے بھائی مکرم قاضی مبارک احمد صاحب نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حفاظتِ مرکز کی تحریک پر اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن وہ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے فیملی کے ساتھ پاکستان بھجوائے گئے جبکہ آپ کو درویشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ تقسیم ملک کے بعد مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کے لئے مختلف ڈیوٹیاں انجام دیں۔ جب مالی تنگی کی وجہ سے درویشوں کو ذاتی کاروبار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے بورڈ وغیرہ لکھنے کا کام شروع کیا اور پھر جب تقسیم ملک کے بعد اخبار بدر کا دوبارہ اجراء کیا جانا تھا تو آپ اس کے سب سے پہلے کاتب مقرر ہوئے۔ کافی عرصہ تک اخبار کی اکیلے کتابت کرتے رہے اور بہت سے نوجوانوں کو فن کتابت سکھایا۔ اس کے بعد مختلف دفاتر میں بھی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ 1979ء میں ملازمت سے ریٹائر ہونے پر اپنا ذاتی کام شروع کردیا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، منکسر المزاج، نیک، صابر و شاکر اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔

آپ کی اہلیہ 28 فروری 1991ء کو برین ہیمرج سے وفات پاگئی تھیں۔ اس صدمہ کو آپ نے بڑے صبر وحوصلہ سے برداشت کیا۔ آپ 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ 12/جون 1995ء کی صبح تین بجے آپ نے وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ درویشان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں بطور یادگار چھوڑیں۔

محترم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی (وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ قادیان) کے قلم سے اُن کے والد محترم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم بشیر احمد صاحب 1925ء میں محترم میاں محمد مراد صاحب آف پنڈی بھٹیاں کے ہاں پیدا ہوئے تھے (جن کی تبلیغ سے محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کے والد اور محترم شیخ عبدالقادر صاحب سوداگرمل مصنف ’حیات طیبہ‘ سمیت کئی افراد نے احمدیت قبول کی تھی)۔ بعد ازاں محترم بشیر احمد صاحب اپنے کاروبار (بزازی) کے سلسلہ میں حافظ آباد منتقل ہوگئے اور اسی لئے حافظ آبادی کہلائے۔ پہلے آپ فوج میں ملازم ہوئے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر حفاظتِ مرکز کے لئے قادیان چلے آئے۔ یہاں پُرخطر ماحول میں اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔ سلسلہ کی خدمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی لجنہ کے دفتر میں کارکن مقرر کئے گئے۔ جب حالات کچھ بہتر ہوئے اور درویشان نے آہستہ آہستہ قادیان کے گردونواح میں جانا شروع کیا تو آپ چونکہ درزی کا کام جانتے تھے اس لئے سوئی دھاگہ جیب میں ڈال کر نکلتے اور راستے میں چلتے وقت اچانک کسی سکھ یا ہندو بھائی کو روک کر اس کا ٹوٹا ہوا بٹن ٹانکتے یا پھٹی قمیض پر ٹانکے لگادیتے۔

شفاخانہ قادیان کی چھت سے اچانک گر جانے کے نتیجہ میں 13/اپریل 2004ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ آپ خلیفہ وقت سے سچی وابستگی اور اطاعت کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ خوش مزاج تھے اور دکھ درد بانٹنے والے انسان تھے۔ بڑے صبر وشکیب کے ساتھ وقت گزارا۔ بچوں کو پڑھایا اور ایک بیٹے کو وقف کیا۔ دوسرے بیٹے قادیان میں میڈیکل پریکٹس کرتے ہیں۔ تینوں بیٹیاں پاکستان میں شادی شدہ ہیں۔ آپ کی اہلیہ بفضل خدا حیات ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30/مئی 2011ء میں اسیرانِ راہ مولیٰ کے حوالہ سے مکرم مجید قریشی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سلاسل کی کٹھن گھڑیاں گزاریں کس ادا کے ساتھ
وفا سے، عجز سے، ہمت سے، تائید الٰہ کے ساتھ
نہ پاؤں میں کوئی لغزش نہ ہونٹوں پر کوئی شکوہ
ہوا کا رُخ بدل ڈالا ہے تاثیرِ دعا کے ساتھ
وفا کی پتلیاں ہیں یہ اسیرانِ رہِ مولا
ضیاء کی مشعلیں ہیں یہ اسیرانِ رہِ مولا

تمہیں ہے ناز طاقت پر ہمیں جھکنے کی عادت ہے
جو ہم پر ظلم ڈھاتے ہو انہیں سہنے کی ہمّت ہے
ہمیں تو گالیاں سن کر دعا دینے سے رغبت ہے
کہ ہم کو خاکِ پائے احمدؐ یثرب سے نسبت ہے
تری منشاء پہ راضی ہیں اسیرانِ رہِ مولا
یہ انصاری الی اللہ ہیں اسیرانِ رہِ مولا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 08, 2016 – July 14, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 08, 2016

- 02:50 Tilawat: Surah An-Naba and Surah An-Naazi'aat with Urdu translation.
- 03:05 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
- 03:45 Sub Ko Eid Mubarak: A children's programme on the topic of 'Eid-ul-Fitr'.
- 04:02 Hum Bhi Eid Manaen Ge
- 04:20 Eid Proceedings
- 04:55 Eid Sermon
- 06:00 Tilawat: Surah An-Naazi'at, verses 17-47.
- 06:10 Dars-e-Hadith: The topic is 'the concept of good and evil in Islam'.
- 06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 28.
- 06:50 Huzoor's Reception In Melbourne: Recorded on October 11, 2013.
- 07:50 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
- 08:20 Rah-e-Huda: Recorded on July 02, 2016.
- 09:55 Indonesian Service
- 10:50 Eid Mubarak
- 11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
- 12:00 Live Friday Sermon
- 13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
- 13:35 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 76-87.
- 13:50 Seerat-un-Nabi: Discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) on the topic of 'Trust on Allah'.
- 14:35 Shotter Shondhane: Rec. December 01, 2012.
- 15:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
- 16:20 Friday Sermon [R]
- 17:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 28.
- 18:00 World News
- 18:20 Huzoor's Reception In Melbourne [R]
- 19:20 Eid Mubarak [R]
- 20:35 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
- 21:00 Friday Sermon [R]
- 22:05 Rah-e-Huda [R]

Saturday July 09, 2016

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:30 Dars-e-Hadith
- 01:00 Huzoor's Reception In Melbourne
- 02:10 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 03:20 Rah-e-Huda
- 04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 103.
- 06:00 Tilawat: Surah Abasa, verses 1-43 with Urdu translation.
- 06:10 Dars-e-Hadith
- 06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 44.
- 07:00 Khuddam Ijtema UK: Recorded on June 14, 2015.
- 08:00 International Jama'at News
- 08:30 Story Time: Programme no. 23.
- 08:55 Question And Answer Session
- 10:05 Indonesian Service
- 11:05 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 12:15 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 88-96.
- 12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 44.
- 13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Maidane Amal Ki Kahani
- 16:00 Live Rah-e-Huda
- 17:30 Al-Tarteel [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Khuddam Ijtema UK [R]
- 19:30 Faith Matters: Programme no. 200.
- 20:30 International Jama'at News
- 22:30 Story Time: Programme no. 23.
- 21:00 Rah-e-Huda: Recorded on July 09, 2016.
- 22:50 Friday Sermon [R]

Sunday July 10, 2016

- 00:05 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:30 In His Own Words
- 01:05 Al-Tarteel
- 01:30 Khuddam Ijtema UK
- 02:30 Story Time
- 02:55 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 04:05 The Bigger Picture: Recorded on July 05, 2016.
- 04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 104.
- 06:00 Tilawat: Surah At-Taqweer and Surah Al-Infitaar with Urdu translation.
- 06:15 Dars-e-Hadith
- 06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 24.
- 06:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat Canada: Recorded on July 11, 2012.
- 08:00 Faith Matters: Programme no. 192.
- 09:05 Question And Answer Session
- 09:40 Indonesian Service
- 10:45 Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on February 20, 2015 by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
- 12:10 Tilawat
- 12:20 Dars-e-Hadith
- 12:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 18.
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 14:10 Shotter Shondhane: Rec. December 01, 2012.
- 15:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat Canada [R]
- 16:20 Ghazwat-e-Nabi: Discussions about the Holy wars that took place in the days of early Islam.
- 17:05 Kids Time: Programme no. 23.
- 17:30 Yassarnal Qur'an
- 18:00 World News
- 18:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat Canada [R]
- 19:30 Live Beacon Of Truth
- 20:30 Roots To Branches: Discussion programme about the events occurred in the year 1913 during the era of Khalifatul-Masih I (ra).
- 21:00 History Of Cordoba
- 21:25 In His Own Words
- 22:00 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 23:10 Question And Answer Session [R]

Monday July 11, 2016

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat
- 00:35 Dars-e-Hadith
- 00:55 Yassarnal Qur'an
- 01:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat Canada
- 02:20 Roots To Branches
- 03:00 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 04:25 History Of Cordoba
- 04:45 Liqa Maal Arab: Session no. 105.
- 06:00 Tilawat: Surah Al-Infitaar, Surah Al-Mutaffifeen with Urdu translation.
- 06:15 Dars-e-Hadith: the topic is 'the spiritual benefits of the Holy Qur'an'.
- 06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 44.
- 06:55 Reception In Sydney: Rec. October 18, 2013.
- 08:05 International Jama'at News
- 08:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
- 09:00 French Service: Recorded on August 01, 1997.
- 10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on February 12, 2016.
- 11:05 Jalsa Salana Qadian: Rec. December 26, 2015.
- 12:00 Tilawat
- 12:15 Dars-e-Hadith [R]
- 12:30 Al-Tarteel [R]
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on August 20, 2010.
- 14:15 Bangla Shomprochar
- 15:20 Jalsa Salana Qadian [R]
- 16:00 Rah-e-Huda: Recorded on May 21, 2016.
- 17:30 Al-Tarteel [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Reception In Sydney [R]
- 19:30 Somali Service
- 20:00 Khilafat-e-Haqqa Islamiyyah
- 20:35 Rah-e-Huda [R]
- 22:05 Friday Sermon: Recorded on August 20, 2010.
- 23:20 Jalsa Salana Qadian [R]

Tuesday July 12, 2016

- 00:05 World News
- 00:25 Tilawat
- 00:35 Dars-e-Hadith
- 00:50 Al-Tarteel
- 01:15 Khilafat-e-Haqqa Islamiyyah
- 01:45 Reception In Sydney
- 02:55 Kids Time
- 03:30 Friday Sermon
- 04:45 Liqa Maal Arab: Session no. 106.
- 06:00 Tilawat: Surah Al-Mutaffifeen, Surah Al-Inshiqaaq with Urdu translation.
- 06:15 Darse Majmooa Ishtihirat: Writings and announcements made by the Promised Messiah (as), which were published in the newspapers.
- 06:45 Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
- 07:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Denmark: Recorded on May 08, 2016.
- 08:30 Open Forum
- 09:00 Noor-e-Mustafwi
- 09:15 Question And Answer Session: Recorded on October 28, 1995.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on July 08, 2016.
- 12:05 Tilawat
- 12:15 In His Own Words
- 12:45 Yassarnal Quran [R]
- 13:00 Faith Matters: Programme no. 200.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Spanish Service
- 15:45 Open Forum [R]
- 16:30 Islami Mahino Ka Ta'aruf
- 17:00 Food For Thought
- 17:30 Yassarnal Quran [R]
- 18:00 World News
- 18:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Denmark [R]
- 19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 08, 2016.
- 20:30 The Bigger Picture: Recorded on March 15, 2016.
- 21:30 Noor-e-Mustafwi: Discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
- 21:40 In His Own Words
- 22:15 Faith Matters: Programme no. 200.
- 23:15 Question And Answer Session: Recorded on October 28, 1995.

Wednesday July 13, 2016

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat: Surah Al-Mutaffifeen, Surah Al-Inshiqaaq.
- 00:25 Darse Majmooa Ishtihirat
- 00:55 Yassarnal Qur'an
- 01:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Denmark
- 02:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
- 02:45 Story Time: Programme no. 23.
- 03:00 Food For Thought
- 03:35 Noor-e-Mustafwi
- 03:50 In His Own Words
- 04:20 Australian Service
- 04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 107.
- 06:00 Tilawat: Surah Al-Inshiqaaq, Surah Al-Burooj with Urdu translation.
- 06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 44.
- 06:55 Ansarullah Ijtema UK: Rec. September 20, 2015.
- 07:55 The Bigger Picture: Recorded on May 10, 2016.
- 08:50 Question & Answer Session: Rec. May 27, 1993.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:05 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on July 08, 2016.
- 12:10 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 1-3 and 4-6.
- 12:25 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 12:45 Friday Sermon: Recorded on July 09, 2010.
- 14:05 Bangla Shomprochar
- 15:10 Deeni-o-Fiqahi Masail: Programme no. 93.
- 15:45 Kids Time: Programme no. 23.
- 16:30 Faith Matters: Programme no. 200.
- 17:30 Al-Tarteel: Lesson no. 44.
- 18:00 World News
- 18:20 Ansarullah Ijtema UK [R]
- 19:20 French Service
- 20:25 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
- 21:35 Friday Sermon [R]
- 22:55 Intikhab-e-Sukhan: Recorded on July 09, 2016.

Thursday July 14, 2016

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat: Surah Al-Inshiqaaq, Surah Al-Burooj.
- 00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
- 00:50 Al-Tarteel
- 01:15 Ansarullah Ijtema UK
- 02:15 Deeni-o-Fiqahi Masail
- 02:50 Open Forum
- 03:25 In His Own Words
- 04:00 Faith Matters
- 04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 90.
- 06:05 Tilawat & Darse Majmooa Ishtihirat
- 06:50 Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
- 07:05 Reception In Brisbane: Rec. October 23, 2013.
- 08:20 In His Own Words
- 08:50 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Imran, verses 154 – 172 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Rec. March 29, 1995.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:05 Japanese Service
- 11:30 Qur'an Sab Se Acha
- 12:05 Tilawat
- 12:20 Darse Majmooa Ishtihirat
- 12:50 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 29.
- 13:05 Beacon Of Truth: Recorded on May 29, 2016.
- 14:05 Friday Sermon: Recorded on July 08, 2016.
- 15:20 Qur'an Sab Se Acha
- 15:50 Persian Service
- 16:25 Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 17:40 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
- 20:05 World News
- 20:30 Faith Matters: Programme no, 192.
- 21:35 Rishta Nata Ke Masayil
- 22:00 Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 23:10 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 08 July, 2016 | Issue No. 28

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ سویڈن 2016ء

❁......بانی جماعت احمدیہ جنہیں ہم مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھتے ہیں وہ بنیادی طور پر دو مقاصد لے کر آئے تھے۔ایک بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا انہیں اپنے ذمہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا احساس دلانا اور معاشرہ میں امن، پیار اور ہم آہنگی پیدا کرنا۔❁......میں نے تو صرف اسلامی تعلیمات کی پیروی کرنی ہے۔ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم آخری کتاب ہے اور اس میں گھریلو معاملات سے لے کر عالمی معاملات تک ہر پہلو کے متعلق رہنمائی کر دی گئی ہے۔اس لئے ہمیں کسی چیز کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔❁......اسلام عورتوں کو ان کے جائز حقوق دیتا ہے۔انہیں وراثت کے حقوق دیتا ہے۔انہیں خلع کا حق دیتا ہے اور اس طرح عورتوں کے دیگر حقوق ہیں۔ہمارے مذہب میں تو پہلے سے ہی جدّت ہے اس میں مزید جدّت پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ....(آئن لائن اخبار "Malmo 24" کے نمائندہ کو انٹرویو)

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔واقفینِ نَو بچوں اور واقفاتِ نَو بچیوں کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد اور دلچسپ مجالس سوال و جواب۔

مسجد محمود مالمو سویڈن کے افتتاح کے حوالہ سے تقریب کا انعقاد۔بعض معزز مہمانوں کے ایڈریسز

❁......ایسی مساجد جہاں سے شر پھیلتا ہو ان کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔❁......جماعت احمدیہ کی 127 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہم ہمیشہ اسی بات کی تبلیغ کرتے ہیں جس پر ہم خود عمل پیرا ہوں۔ہمارے کوئی دنیوی یا سیاسی مقاصد نہیں ہیں بلکہ ہمارا پیغام امن، پیار اور باہمی برداشت کا پیغام ہے۔ہمارے مقاصد تو سراسر روحانی مقاصد ہیں۔ہم تو خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور بنی نوع انسان کے دکھ درد کا خاتمہ چاہتے ہیں۔❁......اس شہر کے لوگوں کو اور تمام سویڈش لوگوں کو میں ایک مرتبہ پھر یقین دلاتا ہوں کہ یہ مسجد انشاء اللہ العزیز پیار، محبت اور اخوت کا مرکز ثابت ہوگی۔

........(مسجد محمود (مالمو سویڈن) کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

❁......دنیا کو خلیفۃ المسیح جیسے امن پسند شخص کی ضرورت ہمیشہ سے ہے۔میں خلیفہ کی تقریر سن کر بہت متاثر ہوا ہوں۔❁......خلیفہ ایک پُر امن انسان ہیں جو امن کا پیغام پھیلاتے ہیں۔❁......پیار، امن اور رحم، یہی وہ الفاظ ہیں جو انہوں نے بار بار دوہرائے۔❁......خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت شاندار اور غیر مبہم تھا۔❁......مالمو کے لئے یہ ایک بہت بڑا دن تھا۔اس خوبصورت مسجد کے ذریعہ اسلام پہلے سے زیادہ نکھر کر ہمارے سامنے آیا ہے۔❁......خلیفہ کے الفاظ نے مجھے چھولیا ہے اور میں اُن کی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں۔انہوں نے اسلام کا اس طرز پر دفاع کیا جو دوسرے مسلمان نہیں کر سکتے۔❁......خلیفہ نے ہمیں مساجد کی حقیقت کے بارہ میں بتایا اس لئے اب سویڈن میں یہ خطاب گھر گھر پہنچا کر ہر شخص کے ہاتھوں میں تھمانا چاہئے۔........(مسجد محمود (مالمو سویڈن) کی افتتاحی تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

13 مئی 2016ء بروز جمعۃ المبارک

(حصہ دوم۔آخر)

آئن لائن اخبار "Malmo 24" کے نمائندہ کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انٹرویو

بعد ازاں پروگرام کے مطابق آئن لائن اخبار "Malmo 24" کے جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

جرنلسٹ نے سب سے پہلے حضور انور کو سویڈن میں خوش آمدید کہا اور اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھا کہ ابھی تک آپ کا مالمو کا وزٹ کیسا رہا؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ تین دنوں سے میں بہت لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ یہ بہت خوبصورت جگہ ہے۔کھلا علاقہ ہے۔ میں تازہ ہوا سے محظوظ ہو رہا ہوں۔ یہاں اپنی جماعت کے لوگوں سے مل رہا ہوں۔ وہ سب بہت خوش ہیں۔ میں بھی خوش ہوں۔

❁......**اس پر جرنلسٹ نے پوچھا کہ کیا مالمو میں آپ کا یہ پہلا وزٹ ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نہیں میں یہاں پہلے بھی آیا تھا۔میرا خیال ہے شاید 2005ء میں یہاں آیا تھا۔اُس وقت ہم نے سکنڈے نیوین ممالک کا جلسہ یہاں گوتھن برگ میں منعقد کیا تھا۔

صحافی نے کہا کہ آج کا دن آپ کے لئے بہت بڑا دن تھا۔آپ کو کیسا لگا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہت اچھا دن رہا۔ مجھے سویڈن کے علاوہ دوسرے ممالک سے مہمانوں کی آمد کی توقع نہیں تھی۔ یہاں جمعہ کی نماز پر مقامی احمدیوں کی نسبت باہر سے آئے ہوئے احمدیوں کی تعداد زیادہ تھی۔

❁......**اس کے بعد جرنلسٹ نے کہا کہ یہاں آپ کی کافی بڑی مسجد بن گئی ہے اور مالمو میں جماعت کے افراد کی تعداد نسبتاً بہت تھوڑی ہے۔تو آپ اس خوبصورت مسجد کو کیسے بھریں گے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اگر آپ جیسے کھلے دل کے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہوں گے تو ہماری تعداد میں خود ہی اضافہ ہو جائے گا۔

❁......صحافی نے اگلا سوال کیا کہ **آپ کے خیال میں آپ کی جماعت کے لئے اس مسجد کی تعمیر کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے اپنے خطبہ میں اس حوالہ سے بات کی تھی کہ صرف مالمو میں نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی ہماری جماعت ہو اور ہمارے پاس وسائل ہوں اور وہاں کی مقامی جماعت مسجد بنانے کی خواہش رکھتی ہو اور مقامی لوگ اس کے لئے قربانی بھی کریں تو ہم ایسی جگہ پر ضرور مسجد تعمیر کرتے ہیں۔اب یہاں اگر لیلیو کی جماعت مسجد تعمیر کرنا چاہے تو ہم وہاں بھی جائیں گے اور اگر کہیں اور مسجد تعمیر کرنی ہو تو ہم وہاں بھی جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور ہم حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔اور ہمارے عقیدہ کے مطابق بنی نوع انسان کا سب سے بنیادی اور اوّلین مقصد اپنے خالق کی عبادت کرنا ہے۔ پس جب آپ نے ایک جگہ جمع ہو کر عبادت کرنی ہو تو آپ کو ایک جگہ کی بھی ضرورت ہوگی خواہ وہ ایک چھوٹی سی مسجد ہو یا کوئی بڑی مسجد ہو۔ پس جہاں کہیں بھی ہماری جماعت ہے وہاں ہم مسجد تعمیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جرمنی میں ہماری درجنوں مساجد ہیں اور ہم مزید بھی تعمیر کر رہے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں